REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP 3.

خلافت نمبر

جلد ۲۸ — شمارہ ۲۱

و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:— محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:— جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

شرح چندہ
سالانہ ——— ۱۵ روپے
ششماہی ——— ۸ روپے
ممالک غیر ——— ۳۰ روپے
فی پرچہ ——— ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN Pin. 143516.

۲۷ جمادی الثانی ۱۳۹۹ ہجری | ۲۴ ہجرت ۱۳۵۸ ہش | ۲۴ مئی ۱۹۷۹ء

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں"

اور

"میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے"

خلافت احمدیہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واضح پیشگوئی!

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔"

"اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

(رسالہ "الوصیۃ" مطبوعہ سنہ ۱۹۰۵ء)

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۱ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۱۵ مئی ۷۹ء کی اطلاع مظہر ہے کہ
"حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے
الحمد للہ"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۱ ہجرت (مئی) محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پروگرام کے مطابق مع حضرت بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ مدراس سے مورخہ ۱۶ مئی کو بنگلور کے لئے روانہ ہونا تھا۔ احباب دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے۔ آمین ؃

خلاصہ خطبہ جمعہ

فرمودہ ۱۱ مئی ۱۹۷۹ء

ربوہ ۱۱ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے احباب جماعت کو اسلام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی اپنی استعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے اور دوسروں کو اپنی زندگیوں میں خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے دکھانے اور اس طرح نوع انسان کے سچے ہمدرد اور بہی خواہ بننے کی تلقین فرمائی۔

حضور نے فرمایا ہمارا رب رب العالمین ہے۔ اس کی رحمانیت کا تعلق اس کی پیدا کردہ اس کائنات کی ہر شئے سے ہے۔ چنانچہ ہر شئے اس کائنات کی اس کی رحمانیت کے جلووں سے بہرہ ور ہو رہی ہے اسی لئے اس نے فرمایا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو صفات الٰہیہ کے مظہر اتم ہیں۔ اس نے رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ بنایا ہے۔ اور قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کی رو سے اس نے دوسروں کے لئے اپنے پیار کو آپ کی اتباع کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اور آپ کی امت کا اس نے اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہہ کر یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ ہر انسان کی بھلائی میں کوشاں رہے۔ اور جہاں تک دوسروں کی بھلائی چاہنے اور انہیں فیض پہنچانے کا تعلق ہے مسلم اور غیر مسلم میں فرق نہ کرے۔ جس طرح خدا تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے۔ اور جس طرح اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حقیقی متبع کو اس نے پابند کیا ہے کہ

(باقی دیکھئے ص ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ؃

ہفت روزہ **بدر** قادیان
مورخہ ۲۴ ہجرت ۱۳۵۸ ہش

نظامِ خلافت اور اُس کی برکات

سورۃ النّور کے آغاز میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

(ترجمہ) یہ ایک ایسی سُورت ہے جسے ہم نے اُتارا اور جس پر عمل کرنا ہم نے فرض کیا ہے۔ اس میں ہم نے اپنے واضح احکام بیان کئے ہیں تاکہ تم اُن کو یاد رکھو۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم تو سارے کا سارا ہی خدا تعالیٰ کا نازل کردہ ہے۔ اس میں کُل ۱۱۴ سُورتیں ہیں۔ وہ سب کی سب خدا تعالیٰ کی نازل کردہ ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں جس قدر تعلیم اور احکام دیئے گئے ہیں سب پر عمل کرنا فرض ہے۔ پھر کیا وجہ کہ اس سُورت کے آغاز میں خصوصیت سے باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سُورت کو ہم نے اُتارا اور اس پر عمل کرنا ہم نے فرض کیا ہے۔ مفسّرین نے اس کی بہت سی خصوصیات بیان کی ہیں۔ جو اپنی جگہ بہت عمدہ اور لائق تحسین ہیں۔ مگر ہماری دانست میں سرِ فہرست وہ عظیم رُوحانی نکتہ ہے جو اس سُورت شریفہ کے ساتویں رکوع میں آیتِ استخلاف کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ آیتِ استخلاف کا نام سُنتے ہی ہر مُسلمان کا ذہن اسلام میں نظامِ خلافت کے مبارک اجراء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ "خلافت" وہ قوّتِ جامعہ ہے جو ایک ہاتھ پر روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو رُوحانی خطوط پر متّحد کرتی اور اُن کی قوّت و شوکت کا مظہر بنتی ہے۔ اس سے وابستگی مسلمانوں کے لئے سراسر رحمت اور برکت کا موجب ہے۔ اور ہر متقی مومن اُس خوفناک عاقبت سے محفوظ ہو جاتا ہے جو خلافت کا انکار کرنے والوں کے بارہ میں اس آیت کریمہ کے اختتام میں بیان کی گئی ہے۔ اور خلیفۂ برحق کے ساتھ وابستہ رہنے کے ساتھ وہ تمام فیوض و برکات میں حصّہ دار بن جانے کی پوزیشن اختیار کر لیتا ہے۔ جن کا ہر خلیفۂ برحق کے ذریعہ ظہور پذیر ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ آیتِ استخلاف کے پورے الفاظ اور معانی ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (آیت ۵۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وُہ اُن کو زمین میں بالضرور خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین ان کے لئے پسند کیا ہے۔ وُہ اُن کے لئے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وُہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وُہ میری عبادت کریں گے۔ وہ کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ فاسق اور نافرمان قرار دیئے جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسی آیتِ مبارکہ کے مطابق اسلام میں خلافت کے نظام کا اجراء ہُوا۔ اسلامی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ خلفائے راشدین کے ذریعہ کس طرح وہ سب وعدے نہایت صفائی سے پُورے ہوتے ایک دُنیا نے دیکھ لئے جن کا ذکر آیتِ استخلاف میں پُوری وضاحت کے ساتھ بیان ہُوا۔ کیا بلحاظ اس کے کہ ان مبارک وجودوں کے ذریعہ دینِ اسلام کو زمین میں تمکنت حاصل ہوئی۔ حضورؐ کی وفات کے بعد جب جب جماعتِ مسلمین کیلئے خوف کے حالات پیدا ہوئے وُہ امن و سلامتی کے احوال سے بدل گئے۔ اسی طرح جملہ احکام اسلامی پر عمل درآمد کرنے میں خلفاء راشدین نے خُدا کے سوا کسی بھی دوسری طاقت کی چنداں پرواہ نہ کی۔ وُہ خدائے واحد ہی کے حقیقی بندے ثابت ہوئے۔ اور اسی کی عبادت میں ان کی راتیں بھی بسر ہوئیں اور ان کے دن بھی خدا ہی کی رضا کے لئے اعمالِ صالحہ میں گزرے۔ پھر تاریخ نے اُن لوگوں کا عبرتناک انجام بھی دکھا دیا جنہوں نے خلفاء کی اطاعت سے سرتابی کی۔ اور خلافتِ حقّہ کا انکار کر بیٹھے۔ اگرچہ یہ ایک بہت طویل مگر بڑا ہی پُرلطف اور ایمان افروز مضمون ہے۔ مگر ان محدود کالموں میں اس کی تفصیل عرض کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے ہم اسی قدر اس کا تذکرہ کر کے ایک اور اہم سوال پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

آیتِ استخلاف میں دیئے گئے الٰہی وعدہ کے پیشِ نظر ایک متلاشیٔ حق بجا طور پر دریافت کر سکتا ہے کہ صدرِ اسلام میں خلافتِ راشدہ کا زمانہ تو بمطابق حدیثِ نبویؐ صرف تیس برس تک رہا۔ کیا وہ عظیم برکات جو خلافتِ حقّہ اسلامیہ کے ساتھ وابستہ ہیں اسی جگہ ختم ہو گئیں۔ اور اس کے بعد امتِ مُسلمہ کو ہمیشہ کے لئے اس سے محروم کر دیا گیا یا اس کی کوئی اور صورت بھی ہے جو عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے؟ اس اہم سوال کا جواب ہم اپنی طرف سے نہیں بلکہ حضرت سیّد محمد اسماعیل صاحب شہید ہزارہ رضی اللہ عنہ ہی کی تصنیف کے ایک اقتباس سے نقل کرتے ہیں (آپ کی قابلِ قدر کتاب "منصب امامت" کے چند اور اقتباسات اسی پرچہ میں ایک علیحدہ مضمون کی شکل میں دوسری جگہ شائع اشاعت کئے جا رہے ہیں) حضرت شہید مرحوم رضی اللہ عنہ اس سوال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حدیثِ نبویؐ کے حوالہ سے اس کا بڑا ہی پُرلطف اور ایمان افروز جواب دیتے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

"(ترجمہ) اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ میرے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ متصل اور متواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ قیامت تک خلافتِ راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس۔ بلکہ ایک دُوسری حدیث خلافتِ راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "تكون النبوّة فيكم ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون خلافة علىٰ منهاج النبوّة .... (الحديث)

(ترجمہ) تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اُٹھا لے گا اور بعدہٗ نبوّت کے طریق پر خلافت ہوگی جو اللہ کے منشاء تک رہے گی۔ پھر اُسے بھی اللہ اُٹھا لے گا۔ پھر بادشاہی ہوگی اور اُسے بھی اللہ جب تک چاہے گا رکھے گا۔ پھر اُسے بھی اُٹھا لے گا۔ پھر سلطنت جابرانہ ہوگی جو منشاءِ باری تک رہے گی۔ پھر اُسے بھی اللہ اُٹھا لے گا اور اس کے بعد پھر نبوّت کے طریق پر خلافت ہوگی پھر آپ چُپ ہو گئے"

اس کے بعد آپؒ نے نہایت ہی واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ آخری زمانہ میں خلافتِ راشدہ کے عود کرنے کا جو بیان ہُوا ہے وہ حضرت امام مہدی کے ذریعہ ظہور پذیر ہونے والا ہے ــــ!
(قارئین کرام باقی کے سارے اقتباس کو اصل مضمون میں ملاحظہ فرمالیں)

چنانچہ ہم احمدیوں کا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ اور حضرت مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بشارت کے مطابق چودھویں صدی کے آغاز میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی وہ برحق امام مہدی ہیں جن کے بارے میں احادیثِ نبویہ میں اسلام کے روشن مستقبل کے بارے میں عظیم بشارتیں دی گئی ہیں۔

آج سے نوّے برس قبل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ذریعہ جہاں جماعتِ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اور وہ ایک نئے اور زندہ ایمان کے ساتھ خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کی عظیم مہم کو لے کر اُٹھی وہاں آپؑ کی وفات (مئی ۱۹۰۸ء) کے بعد حسب فرموداتِ نبویؐ اور حسب وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت مصنفہ حضرت امام مہدی علیہ السلام، جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا اجراء ہُوا۔ اور بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء بارہ سو سے زائد حاضر الوقت جماعتِ احمدیہ کے نمائندگان نے متفقہ طور پر حضرت حکیم حاجی مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو آپؑ کا پہلا خلیفہ منتخب کیا۔ اس کے چھ سال بعد جب آپؓ کی وفات ہوئی تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ دُوسرے خلیفہ منتخب کئے گئے۔ آپ کے ۵۲ سالہ زمانہ خلافت میں جماعت نے اُن فیوض و برکات کو متعدد بار اور بڑے ہی واضح رنگ میں مشاہدہ کیا جن کا ذکر اجمالی طور پر آیت استخلاف میں بیان ہُوا ہے۔ اگرچہ جماعت کی مخالفت تو اس کے یومِ تاسیس ہی سے ہونے لگی۔ لیکن خلافتِ ثانیہ کے عہد میں جس طور سے جماعت پر خوف کے زمانے آئے اور مخالفین و معاندین نے جماعت کو نیست و نابود کرنے کے جو منصوبے وقتاً بعد وقتٍ بنائے اور پھر ان سب منصوبوں سے جس طرح خلافتِ حقّہ احمدیہ کی قیادت میں احمدیہ جماعت سرخرو ہو کر نکلی اور خوف کے بعد جس طرح اس کے لئے امن کے سامان ہوتے رہے احمدیت کی تاریخ کے یہ سب واقعات بڑے ہی ایمان افروز اور رُوح پرور ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں احرار کے ساتھ حکومتِ وقت کے افسران نے مل کر جماعت کو شدید زک پہنچانے کا جو منصوبہ بنایا، اللہ تعالیٰ نے اس کا توڑ "تحریکِ جدید" کی الٰہی سکیم کے ذریعہ خلیفۂ برحق سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ نہایت شاندار طریق پر کرا دیا۔ اور نہ صرف یہ کہ یہ خوفناک منصوبہ اُس وقت اپنی موت آپ مر گیا بلکہ اس کے نتیجہ میں جو سکیم خلیفۂ برحق نے خدائی اِلقاء کے ذریعہ تحریکِ جدید کے نام سے جاری فرمائی تھی اس کے شاندار نتائج بھی ایک خاص تنظیم کے تحت عالمگیر سطح پر

(آگے دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

تبرکات

مسئلہ خلافت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک نہایت ایمان افروز اور روح پرور تقریر

جو فیضانِ الٰہی ہمیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا اُسے خلافت کے ذریعہ ہمیشہ قائم رکھو!

افراد مر سکتے ہیں لیکن قومیں اگر چاہیں تو خلافت کے قیام و استحکام کے ذریعہ ہمیشہ زندہ رہ سکتی ہیں!!

فرمودہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

انسان دُنیا میں پیدا بھی ہوتے ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہوا جو ہمیشہ زندہ رہا ہو۔ لیکن

قومیں اگر چاہیں تو وُہ ہمیشہ زندہ رہ سکتی ہیں

یہی اُمید دلانے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:-

"مَیں باپ سے درخواست کروں گا تو وُہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے"

(یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶-۱۷)

اس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے لوگوں کو اسی نکتہ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ چونکہ ہر انسان کے لئے موت مقدر ہے اس لئے مَیں بھی تم سے ایک دن جدا ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر تم چاہو تو ابد تک زندہ رہ سکتے ہو۔ انسان اگر چاہے بھی تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن قومیں اگر چاہیں تو وہ زندہ رہ سکتی ہیں۔ اور اگر وہ زندہ نہ رہنا چاہیں تو مر جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا کہ

"تمہارے لئے دُوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دُوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"

اس جگہ ہمیشہ کے یہی معنے ہیں کہ جب تک تم چاہو گے زندہ رہو گے۔ لیکن اگر تم سارے مل کر بھی چاہتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ رہتے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ ہاں اگر تم یہ چاہو کہ قدرتِ ثانیہ تم میں زندہ رہے تو وہ زندہ رہ سکتی ہے۔

قدرتِ ثانیہ کے دو مظاہر

ہیں۔ اوّل تائیدِ الٰہی۔ اور دوم خلافت۔ اگر قوم چاہے اور اپنے آپ کو مستحق بنائے تو تائیدِ الٰہی بھی اس کے شاملِ حال رہ سکتی ہے۔ اور خلافت بھی اس میں زندہ رہ سکتی ہے۔ خرابیاں ہمیشہ ذہنیت کے خراب ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ذہنیت درست رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کسی قوم کو چھوڑ دے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یعنی اللہ تعالیٰ کبھی کسی قوم کے ساتھ اپنے سلوک میں تبدیلی نہیں کرتا جب تک کہ وُہ خود اپنے دِلوں میں خرابی پیدا نہ کرے۔ یہ چیز ایسی ہے جسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ کوئی جاہل سے جاہل انسان بھی ایسا نہیں ہوگا جسے مَیں یہ بات بتاؤں اور وہ کہے کہ مَیں نہیں سمجھا۔ لیکن اتنی سادہ سی بات بھی قومیں فراموش کر دیتی ہیں۔ انسان کا مرنا ضروری ہے۔ اگر وہ مر جاتا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ لیکن قوم کے لئے مرنا ضروری نہیں۔ قومیں اگر چاہیں تو وہ زندہ رہ سکتی ہیں۔ لیکن وہ

اپنی ہلاکت کے سامان

خود پیدا کر لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صحابہ کو ایک ایسی تعلیم دی تھی جس پر اگر اُن کی آئندہ نسلیں عمل کرتیں تو ہمیشہ زندہ رہتیں۔ لیکن قوم نے عمل چھوڑ دیا۔ اور وہ مر گئی۔ دُنیا یہ سوال کرتی ہے اور میرے سامنے بھی یہ سوال کئی دفعہ آیا ہے کہ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے صحابہ کو ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی تھی جس میں ہر قسم کی سوشل تکالیف اور مشکلات کا علاج تھا۔ اور پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا تھا۔ پھر وہ تعلیم گئی کہاں۔ اور ۳۲ سال ہی میں وہ کیوں ختم ہو گئی؟ عیسائیوں کے پاس

مُسلمانوں سے کم درجہ کی خلافت

تھی۔ لیکن اُن میں اب تک پوپ چلا آ رہا ہے.......... اور انہوں نے اس نظام سے فائدے بھی اُٹھائے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں ۳۲ سال تک خلافت رہی اور پھر ختم ہو گئی۔ اسلام کا سوشل نظام ۳۲ سال تک قائم رہا اور پھر ختم ہو گیا۔ نہ جمہوریت باقی رہی نہ غربا پروری رہی۔ نہ لوگوں کی تعلیم اور غذا اور لباس اور مکان کی ضروریات کا کوئی احساس رہا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے

کہ یہ ساری باتیں کیوں ختم ہو گئیں۔ اس کی یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی ذہنیت خراب ہو گئی تھی۔ اگر ان کی ذہنیت درست رہتی تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ یہ نعمت اُن کے ہاتھ سے چلی جاتی۔ پس تم خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو۔ اور ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خلافت تم میں ہمیشہ رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دی ہی اس لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ مَیں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا۔ اگر تم چاہتے تو یہ چیز ہمیشہ تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم لوگ خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو مَیں بھی اسے قائم رکھوں گا۔ گویا اس نے تمہارے مُنہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا مُنہ بند کر لو۔ یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدِنظر نہ رکھو۔ مثلاً تم ایسے شخص کو خلافت کے لئے منتخب کر لو جو خلافت کے قابل نہیں تو تم یقیناً اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ مجھے اس طرف زیادہ تحریک اس وجہ سے ہوئی کہ آج رات دو بجے کے قریب

مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا

کہ پنسل سے لکھے ہوئے کچھ نوٹ ہیں جو کسی مصنف یا مورّخ کے ہیں۔ اور انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں۔ پنسل بھی COPYING یا BLUE رنگ کی ہے۔ نوٹ صاف طور پر نہیں پڑھے جاتے اور جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نوٹوں میں یہ بحث کی گئی ہے کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مُسلمان اتنی جلدی کیوں خراب ہو گئے۔ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان احسانات ان پر تھے۔ اعلیٰ ترین اور بہترین اقتصادی تعلیم انہیں دی گئی تھی۔ اور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا تھا۔ پھر بھی وہ گر گئے۔ اور اُن کی حالت خراب ہو گئی............. رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے اور مکّہ والوں کی ایسی حالت تھی کہ لوگوں میں اُنہیں کوئی عزّت حاصل نہیں تھی۔ لوگ صرف مجاور سمجھ کر ادب کیا کرتے تھے۔ اور جب وہ غیر قوموں میں جاتے تھے تو وہ بھی اُن کی زیادہ سے زیادہ تاجر سمجھ کر عزّت کرتی تھیں۔ وہ انہیں کوئی حکومت قرار نہیں دیتی تھیں۔ اور پھر اُن کی حیثیت اتنی کمزور سمجھی جاتی تھی کہ دُوسری حکومتیں اُن سے جبراً ٹیکس وصول کرنا جائز سمجھتی تھیں جیسے یمن کے بادشاہ نے مکّہ پر حملہ کیا جس کا قرآن کریم نے اصحاب الفیل کے نام سے ذکر کیا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو تیرہ سال تک آپؐ مکّہ میں رہے۔ اس عرصہ میں چند سو آدمی آپؐ پر ایمان لائے۔ ۱۳ سال کے بعد آپؐ نے ہجرت کی اور

ہجرت کے آٹھویں سال سارا عرب

ایک نظام کے ماتحت آ گیا۔ اور اس کے بعد اُسے ایک ایسی طاقت اور قوت حاصل ہو گئی کہ اس سے بڑی بڑی حکومتیں ڈرنے لگیں۔ اُس وقت دُنیا حکومت کے لحاظ سے دو بڑے حصّوں میں منقسم تھی۔ اوّل۔ رومی سلطنت۔ دوم۔ ایرانی سلطنت۔ رومی سلطنت کے ماتحت مشرقی یورپ۔ ٹرکی۔ ایبی سینیا۔ یونان۔ مصر۔ شام اور اناطولیہ تھا۔ اور ایرانی سلطنت کے ماتحت عراق۔ ایران۔ رشین ٹری ٹری کے بہت سے علاقے۔ افغانستان۔ ہندوستان کے بعض علاقے۔ اور چین کے بعض علاقے تھے۔ اس وقت یہی دو بڑی حکومتیں تھیں ان کے سامنے عرب کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی لیکن ہجرت کے آٹھویں سال بعد سارا عرب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو گیا۔ اس کے بعد جب سرحدوں پر عیسائی قبائل نے شرارت کی تو پہلے آپؐ خود وہاں تشریف لے گئے۔ اس کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے فتنہ مٹ گیا لیکن تھوڑے عرصہ بعد قبائل نے پھر شرارت شروع کی۔ تو آپؐ نے اُن کی سرکوبی کے لئے لشکر بھجوایا۔ اس لشکر نے بہت سے قبائل کو سرزنش کی۔ اور بہتوں کو معاہدہ سے

تابع کیا۔ پھر آپ کی وفات کے بعد اڑھائی سال کے عرصہ میں

سارا عرب اسلامی حکومت کے ماتحت آگیا

بلکہ یہ حکومت عرب سے نکل کر دوسرے علاقوں میں بھی پھیلنی شروع ہوگئی۔ فتح مکہ کے پانچ سال کے بعد ایرانی حکومت پر حملہ ہوگیا تھا۔ اور اس کے بعض علاقوں پر قبضہ بھی کر لیا گیا تھا۔ اور چند سالوں میں رومی سلطنت اور دوسری سب حکومتیں تباہ ہوگئی تھیں۔ اتنی بڑی فتح اور اتنے عظیم الشان تغیر کی مثال تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی۔ تاریخ میں صرف نپولین کی ایک مثال ملتی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی طاقت نہیں تھی جو تعداد اور قوت میں اس سے زیادہ ہو۔ جرمن کا ملک تھا مگر وہ اس وقت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا۔ اس طرح اس کی تمام طاقت منتشر تھی۔ ایک مشہور امریکن [illegible] سے کسی نے پوچھا کہ جرمن کے متعلق تمہاری کیا [illegible] ہے تو اس نے کہا ایک شیر ہے۔ دو تین لومڑ اور کچھ چوہے ہیں۔ شیر سے مراد روس تھا۔ لومڑ سے مراد دوسری حکومتیں اور چوہوں سے مراد جرمن تھے۔ گویا جرمن اس وقت ٹکڑے ٹکڑے تھا۔ روس ایک بڑی طاقت تھی۔ مگر وہ روس کے ساتھ ٹکرایا اور وہاں سے ناکام لوٹا۔ اس طرح انگلستان کو بھی فتح نہ کر سکا۔ اور انجام اس کا یہ ہوا کہ وہ قید ہوگیا۔ پھر دوسرا بڑا شخص ہٹلر آیا۔ یہ دو بڑے آدمی دو ملکوں میں ہوئے۔ ہٹلر اور [illegible]۔ دونوں نے بے شک ترقیات حاصل [illegible]۔ لیکن دونوں کا انجام شکست ہوا۔ مسلمانوں سے پہلے جس نے یکدم بڑی حکومت حاصل کی وہ تیمور تھا۔ اس کی بھی یہی حالت تھی۔ وہ بے شک دنیا کے کناروں تک گیا۔ لیکن وہ اپنے اس مقصد کو کہ ساری دنیا فتح کرے پورا نہ کر سکا۔ مثلاً وہ چین کو تابع کرنا چاہتا تھا لیکن تابع نہ کر سکا۔ اور جب وہ مرنے لگا تو اس نے کہا میرے سامنے انسانوں کی ہڈیوں کے ڈھیر ہیں جو مجھے ملامت کر رہے ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی آدم سے لے کر اب تک ایسے گزرے ہیں جنہوں نے فرد واحد سے ترقی کی۔ تھوڑے سے عرصہ میں ہی سارے عرب کو تابع فرمان کیا۔ [illegible] وفات کے بعد [illegible] ایک بہت بڑی حکومت کو توڑ دیا۔ اور باقی علاقے آپ کے دوسرے خلیفہ نے فتح کر لئے۔

یہ تغیر جو واقع ہوا

[illegible] تھا کسی انسان کا کام نہیں تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مکہ میں پہنچی تو ایک مجلس میں حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہ بھی بیٹھے تھے۔ جب پیغامبر نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو سب لوگوں پر غم کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور سب نے یہی سمجھا کہ اب ملکی حالات کے ماتحت اسلام پراگندہ ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے کہا اب کیا ہوگا۔ پیغامبر نے کہا آپ کی وفات کے بعد حکومت قائم ہوگئی ہے۔ اور ایک شخص کو خلیفہ بنا لیا گیا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کون خلیفہ مقرر ہوا ہے؟ پیغامبر نے کہا ابوبکرؓ۔ ابو قحافہ نے حیران ہو کر پوچھا کون ابوبکرؓ؟ کیونکہ وہ اپنے خاندان کی حیثیت کو سمجھتے تھے اور اس حیثیت کے لحاظ سے وہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے بیٹے کو سارا عرب بادشاہ تسلیم کر لے گا۔ پیغامبر نے کہا، ابوبکرؓ جو فلاں قبیلہ سے ہے۔ ابو قحافہ نے کہا وہ کس خاندان سے ہے؟ پیغامبر نے کہا فلاں خاندان سے۔ اس پر ابو قحافہ نے دوبارہ دریافت کیا وہ کس کا بیٹا ہے؟ پیغامبر نے کہا ابو قحافہ کا بیٹا۔ اس پر ابو قحافہ نے دوبارہ کلمہ پڑھا اور کہا، آج مجھے یقین ہوگیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی تھے۔ ابو قحافہ پہلے صرف نام کے طور پر مسلمان تھے۔ لیکن اس واقعہ کے بعد انہوں نے سچے دل سے سمجھ لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ میں راستباز تھے کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی خاندانی حیثیت ایسی نہ تھی کہ سارے عرب آپ کو مان لیتے۔ یہ الٰہی دین تھی۔ مگر بعد میں

مسلمانوں کی ذہنیت ایسی بگڑی

کہ انہوں نے یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ یہ فتوحات ہم نے اپنی طاقت سے حاصل کی ہیں۔ کسی نے کہنا شروع کیا کہ عرب کی اصل طاقت بنو امیہ ہیں۔ اس لئے خلافت کا حق ان کا ہے۔ کسی نے کہا، بنو ہاشم عرب کی اصل طاقت ہیں۔ کسی نے کہا بنو مطلب عرب کی اصل طاقت ہیں۔ کسی نے کہا خلافت کے زیادہ حقدار انصار ہیں جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں جگہ دی۔ گویا تھوڑے سے ہی سالوں میں مسلمان ماربڈ (MORBID) ہوگئے اور ان کے دماغ بگڑ گئے۔ ان میں سے ہر قبیلہ نے یہ کوشش کی کہ وہ خلافت کو بزور حاصل کر لے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت ختم ہوگئی۔

پھر مسلمانوں کے بگڑنے کا دوسرا سبب انارکی تھی۔ اسلام نے سب میں مساوات کی روح قائم کی تھی لیکن مسلمانوں نے یہ نہ سمجھا کہ مساوات پیدا کرنے کے معنے یہ ہیں کہ ایک آرگنائیزیشن ہو۔ اس کے بغیر مساوات قائم نہیں ہو سکتی۔ اسلام آیا ہی اس لئے تھا کہ وہ ایک آرگنائیزیشن اور ڈسپلن قائم کرے مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی تھی کہ یہ ڈسپلن ظالمانہ نہ ہو۔ اور افراد اپنے نفسوں کو دبا کر رکھیں تاکہ قوم جیتے۔ لیکن چند ہی سال میں مسلمانوں میں یہ سوال پیدا ہونا شروع ہوگیا کہ ہم خود اپنے مالک ہیں۔ اور اگر حکام نے ان کے راستے میں کوئی روک ڈالی تو انہوں نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔

یہ وہ روح تھی

جس نے مسلمانوں کو خراب کیا۔ انہیں یہ سمجھنا چاہئیے تھا کہ یہ حکومت الٰہیہ ہے۔ اور اسے خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے اس لئے اسے خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ نور میں فرماتا ہے کہ خلیفے ہم بنائیں گے لیکن مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ خلیفے ہم نے بنائے ہیں۔ اور جب انہوں نے یہ سمجھا کہ خلیفے ہم نے بنائے ہیں تو خدا تعالیٰ نے کہا۔ اچھا اگر خلیفے تم نے بنائے ہیں تو اب تم ہی بناؤ۔ چنانچہ ایک وقت تک تو وہ پہلوں کا مارا ہوا شکار یعنی حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ اور حضرت علیؓ کا مارا ہوا شکار کھاتے رہے۔ لیکن مرا ہوا شکار ہمیشہ قائم نہیں رہتا۔ زندہ بکرا زندہ بکری۔ زندہ مرغا اور زندہ مرغیاں تو ہمیں ہمیشہ گوشت اور انڈے کھلائیں گے لیکن ذبح کی ہوئی بکری یا مرغی زیادہ دیر تک نہیں جا سکتی۔ کچھ وقت کے بعد وہ خراب ہو جائے گی۔ حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ کے زمانہ میں مسلمان تازہ گوشت کھاتے تھے۔ لیکن بعد [illegible] سے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ چیز ہماری ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنی

زندگی کی روح

کو ختم کر دیا۔ اور مرغیاں اور بکریاں مردہ ہوگئیں۔ آخر تم ایک ذبح کی ہوئی بکری کو کتنے دن کھا لوگے۔ ایک بکری میں دس بارہ سیر یا پچیس تیس سیر گوشت ہوگا اور آخر وہ ختم ہو جائے گا۔ پس وہ بکریاں مردہ ہو گئیں اور مسلمانوں نے کھا پی کر انہیں ختم کر دیا۔ پھر وہی حال ہوا کہ "ہتھ پرانے کھونسڑے بسنتے ہوری آئے" وہ ہر جگہ ذلیل ہونے شروع ہوئے۔ انہیں ماریں پڑیں۔ اور خدا تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوا......... خدا تعالیٰ نے جو وعدے پہلے مسلمانوں سے کئے تھے وہ وعدے اب بھی ہیں۔ اس نے جب وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فرمایا تو الذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰت فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ سے نہیں فرمایا۔ حضرت عمرؓ سے نہیں فرمایا۔ حضرت عثمانؓ سے نہیں فرمایا۔ حضرت علیؓ سے نہیں فرمایا۔ پھر اس کا کہیں ذکر نہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ صرف پہلے مسلمانوں سے کیا تھا۔ یا پہلی صدی کے مسلمانوں سے کیا تھا۔ یا دوسری صدی کے مسلمانوں سے کیا تھا۔ بلکہ یہ وعدہ سارے مسلمانوں سے ہے چاہے وہ آج سے پہلے ہوئے ہوں یا ۲۰۰ یا ۴۰۰ سال کے بعد آئیں۔ وہ جب بھی امنوا و عملوا الصّٰلحٰت کے مصداق ہو جائیں گے۔ وہ اپنی نفسانی خواہشات کو مار دیں گے۔ وہ اسلام کی ترقی کو اپنا اصل مقصد بنائیں گے۔ شخصیات۔ جماعتوں۔ پارٹیوں۔ جتھوں۔ شہروں اور ملکوں کو بھول جائیں گے، تو ان کے لئے

خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ

قائم رہے گا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں سے، چاہے وہ عرب کے ہوں یا عراق کے ہوں۔ شام کے ہوں۔ مصر کے ہوں۔ یورپ کے ہوں۔ ایشیا کے ہوں۔ امریکہ کے ہوں۔ جزائر کے ہوں۔ افریقہ کے ہوں۔ کیا ہے کہ لیستخلفنّھم فی الارض وہ انہیں اس دنیا میں اپنا نائب اور قائم مقام مقرر کرے گا۔ اب اس دنیا میں شام۔ عرب۔ اور نائیجیریا۔ کینیا۔ ہندوستان۔ چین اور انڈونیشیا ہی شامل نہیں بلکہ اور ممالک بھی ہیں۔ پس اس سے مراد دنیا کے سب ممالک ہیں۔ گویا وہ موعود خلافت ساری دنیا کے لئے ہے۔ فرماتا ہے وہ تمہیں ساری دنیا میں خلیفہ مقرر کرے گا۔ کما استخلف الذین من قبلھم، اسی طرح جس طرح اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ مقرر کیا۔ اس آیت میں پہلے لوگوں کی مشابہت ارض میں نہیں بلکہ استخلاف میں ہے۔ گویا فرمایا ہم انہیں اسی طرح خلیفہ مقرر کریں گے جس طرح ہم نے پہلوں کو خلیفہ مقرر کیا اور پھر اس قسم کے خلیفہ مقرر کریں گے جن کا اثر تمام دنیا پر ہوگا۔ پس

اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو یاد رکھو

اور خلافت کے استحکام اور قیام کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہو۔ تم نوجوان ہو۔ تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں۔ اور تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں تاکہ تم اس کشتی کو ڈوبنے اور غرق نہ ہونے دو۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رخ کو پھیر دیتی ہے۔ بلکہ تمہارا کام ہے کہ تم وہ چینل (CHANNEL) بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل ہو جس کا یہ کام ہے کہ وہ فیضان الٰہی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا ہے تم اسے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی۔ اور اگر تم اس فیضان الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے۔ اس کے رستے میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے اور تم نے اپنی ذاتی خواہشات کے ماتحت اسے اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور قریبیوں کے لئے مخصوص کرنا چاہا تو یاد رکھو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہوگا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی۔ اور تم اسی طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں۔ لیکن قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ

قوم کی ترقی کا رستہ

بند نہیں۔ انسان بے شک دنیا میں ہمیشہ زندہ نہیں رہتا۔ لیکن قومیں زندہ رہ سکتی ہیں۔ پس جو آگے بڑھے گا وہ انعام لے جائے گا اور جو آگے نہیں بڑھتا وہ اپنی موت آپ مرتا ہے اور جو شخص خودکشی کرتا ہے اسے کوئی دوسرا بچا نہیں سکتا۔

خدائے واحد و یگانہ پر ہمارا کامل بھروسہ ہے وہ ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑے گا

گریہ وزاری کے ساتھ خدا کو تم نے کب پکارا اور وہ تمہاری مدد کو نہ آیا؟

تمہیں حکم یہ ہے کہ صبر اور دعا کے ساتھ آفات و تکالیف اور دشمن کے منصوبوں کا مقابلہ کرو

تم نے ان کے اوپر اتنا احسان کرنا ہے کہ ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کی معرفت حاصل ہو جائے

قرآن کریم ہم میں سے ہر ایک کے کان میں بڑے پیار کے ساتھ یہ کہہ رہا ہے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ آخر کار تم ہی غالب رہو گے!

پھر کیا ڈر اور خدا تعالےٰ کے حضور قربانیاں دینے سے کیا جھجک؟

کشمیر اور بھارت کے دیگر مقامات کے مصیبت زدہ احباب جماعت کے نام

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا محبت بھرا پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ

کشمیر کی حسین وادیوں میں بسنے والے اور بھارت کے مختلف علاقوں میں رہنے والے دکھی دوستو!
جان سے پیارے بھائیو!!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اللہ تعالیٰ کے ہزاروں سلام آپ پر ہر آن نازل ہوں۔ وہ ہر آن آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور آپ کے ایمان و اخلاص میں برکتیں نازل فرمائے۔ ہر حال میں آپ کو استقامت بخشے اور روح القدس سے آپ کی مدد فرمائے۔ آمین۔

بھارت کے بعض مقامات کی جماعت ہائے احمدیہ گزشتہ دنوں جن حالات سے گزری ہیں ان سے دنیا کے ہر خطے کے احمدی دوستوں کو تشویش ہوئی۔ دکھ پہنچا۔ آپ کے لئے وہ بے چین ہوئے۔ مگر ان سب کا دکھ، ان سب کی بے چینی اور بے قراری میرے دل کی ہر دھڑکن میں پنہاں ہے۔ اور میری ہر آن یہ کیفیت ہے کہ

اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ

دوست دریافت کرتے ہیں

کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ میرا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کرو کہ اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ استقامت، صبر، دعاؤں اور نمازوں کے ساتھ اپنے رب سے مدد مانگو۔ پس صبر کرو اور دعائیں کرو۔ صبر کرو اور دعائیں کرو۔ صبر کرو اور دعائیں کرو۔ اور اپنی سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر رکھو۔ ہر لمحہ دعاؤں میں صرف کرو۔

یہی تمہاری امتیازی شان ہے

اور اسی سے تمہاری دین اور دنیا کی نجات وابستہ ہے۔ گریہ وزاری کے ساتھ خدا کو تم نے کب پکارا اور وہ تمہاری مدد کو نہ آیا؟ وہ سب وفاداروں سے بڑھ کر وفادار ہے۔ اور ہر درگزر کرنے والے سے زیادہ درگزر کرنے والا ہے۔ اور ہر پیار کرنے والے سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے۔ کسی ماں کو اس کے بچے کی کربناک چیخ اس قوت سے اپنی طرف کھینچ نہیں سکتی جس قوت سے اپنے عاجز بندوں کی عاجزانہ آہ وزاری اُسے اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر گریہ وزاری کرو۔ اور اپنے دن دعاؤں اور نوافل میں گزارو مجسم دعا بن جاؤ۔ اور ہر آن نصرت الٰہی کے منتظر رہو۔

خدائے واحد و یگانہ پر ہمارا کامل بھروسہ ہے اور اس کی رحمت کا سایہ ہمارے سروں پر ہے۔ وہ ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑے گا۔

قرآن کریم جس کے متعلق ہمارا ایمان ہے اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور جس کے اندر کوئی دوسری چیز شامل نہیں ہوئی۔ نہ ہو سکتی تھی۔ اور شیطانی دخل سے اسے خدا تعالیٰ نے محفوظ کر رکھا ہے۔

یہ ہمارا عقیدہ ہے

اور ہمارا یہ عقیدہ صرف نظریاتی عقیدہ نہیں۔ بلکہ ہماری زندگیوں نے اس صداقت کو سینکڑوں بار مشاہدہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام بہرحال کلام اللہ ہے اور غیر اللہ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت اپنی زبان سے بھی، اپنے عمل سے بھی، اپنے جذبات سے بھی، ہم اپنی روح کے ہر پہلو سے دنیا میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ خدا کے اس کلام میں غیر اللہ کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اور یہ کلام ہم میں سے ہر ایک کے کان میں بڑے پیار کے ساتھ یہ کہہ رہا ہے

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ

آخر کار تم ہی غالب رہو گے۔

جو خدا تعالےٰ سے دور ہونے والے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے۔ جو غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں وہ ناسمجھیوں کے نتیجہ میں غلط اعلانات کرتے ہیں ان کی باتیں باطل ہیں اور وہ مٹ جائیں گی۔

آج جو ہمارا دشمن ہے وہ یہ حقیقت یاد رکھے کہ کل وہ ہمارا دوست ہوگا

وہ اپنے کئے پر پچھتا رہا ہوگا۔ وہ ہم سے ہاتھ ملانے میں فخر محسوس کر رہا ہوگا کہ یہ وہ قوم ہے جس کو پہچانا نہیں گیا۔ یہ وہ جماعت ہے جس کو دھتکارا گیا اور کمزور سمجھا گیا اور دُکھ دینے کی کوششیں کی گئیں اور ایذاء پہنچائی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل نے یہ ثابت کر دیا کہ یہی جماعت صداقت پر قائم ایک جماعت ہے۔

خدا نہیں کہتا ہے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کہ بحیثیت جماعت غالب تم نے ہی آنا ہے۔ اگر کسی جماعت کو یہ یقین ہو۔ اگر کسی جماعت کا یہ پختہ عقیدہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ غالب انہوں نے ہی آنا ہے۔ اگر وہ شرائط ایمان اور شرائط اسلام پوری کرنے والے ہوں۔ پھر اُن کو کیا ڈر۔ اور اُن کو خدا تعالیٰ کے حضور قربانیاں دینے میں کیا جھجک ہے؟ افراد تو قربانیاں دیا ہی کرتے ہیں۔

ابتدائے اسلام میں بہتوں نے ایسی قربانیاں دیں

جب کہ ابھی لڑائیاں بھی مخالفینِ اسلام کی طرف سے شروع نہیں کی گئی تھیں۔ مکی زندگی میں جو ظاہری حالات کے لحاظ سے کمزور زندگی تھی (ورنہ مومن کی رُوحانی زندگی تو کمزور نہیں ہوتی۔ کیونکہ ساری شیطانی طاقتوں کا وہ مقابلہ کر رہی ہوتی ہے) بہرحال ظاہری لحاظ سے وہ کمزور تھے۔ حالت یہ تھی کہ اُن کی اور ہماری بزرگ مستورات میں سے بعض کو ننگا کر کے اُن کی شرم گاہوں میں نیزے مار کر ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ اور اُس وقت کے مسلمانوں میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنی خاتون کی عزت کی حفاظت کر سکتے۔ اور خدا نے کہا تھا کہ ہماری اس مخلصہ کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری تم پر اتنی نہیں جتنی تم پر اس بات کی ذمہ داری ہے کہ تم ہمارا حکم سُنو اور بجا لاؤ ـــــ اور تمہیں حکم یہ ہے کہ صبر اور دُعا کے ساتھ ان آفات کا، ان تکالیف کا، دشمن کے ان منصوبوں کا مقابلہ کرو۔ گالی کا جواب گالی سے دے کر نہیں۔ پتھر کے مقابلہ میں پتھر پھینک کر نہیں بلکہ پتھر کھاؤ اور صبر کرو اور دُعا کرو۔ اپنے لئے بھی اور اُن کے لئے بھی جو پتھراؤ کرتے ہیں۔

یہ مقام ہے ایک احمدی کا اس مقام کو نہ چھوڑیں

اور یہ نہ بھولیں کہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا وعدہ اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جب اطاعت خدا اور اطاعت رسول صلعم کے مقام سے آپ کا قدم اِدھر اُدھر نہ ہو جائے اور خدا تعالیٰ نے پھر عظیم وعدہ دیا ہے کہ اگر تم اطاعت خدا اور اطاعت رسول صلعم پر مضبوطی کے ساتھ اور ثبات قدم کے ساتھ ٹھہرے ہوئے ہو گے اور اللہ تعالیٰ کے دامن کو انتہائی پختگی کے ساتھ اور انتہائی عشق اور محبت کے ساتھ تم نے تھاما ہوا ہوگا تو نہ صرف یہ کہ تم اعلیٰ ہو گے بلکہ تمہیں اللہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ حسین اور مقبول اعمال کی توفیق دیتا چلا جائے گا وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ان کے اندر کوئی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ انعام کی عطا کہیں ٹھہرے گی نہیں۔

حصولِ انعام کی کوئی آخری منزل نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں اُس قوم پر انعام پر انعام کرتا چلا جاؤں گا جس کے افراد انتہائی قربانیاں دے کر میری محبت اور پیار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا سکہ دُنیا میں بٹھانے والے ہوں گے۔

غصہ تم اُن لوگوں پر کرتے ہو جن کی اولادیں تمہارے کندھے سے کندھا ملا کر اسلام کی راہ میں قربانیاں دینے والی ہیں؟ کیسی نامعقول بات ہے۔ کس نے تم سے کہا؟ قرآن کریم کی کونسی آیت بتاتی ہے کہ مخالف کو اُس کی زندگی میں ابدی لعنت کا طوق پہنا دیا جاتا ہے؟ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ جو اسلام کا مخالف ہے، اور جو صداقت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے اُس کو ہم ڈھیل پر ڈھیل دیتے جاتے ہیں۔ کبھی پکڑتے ہیں کبھی چھوڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے منصوبہ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ

کسی طرح وہ سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر لیں

آپ کی بھی یہی کوشش ہونی چاہیئے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

پس دُشمنوں کے لئے بھی دُعائیں کرو اور اپنے لئے بھی دُعائیں کرو۔ اور صبر کا نمونہ دکھاؤ۔ اور خدمت اور خیر خواہی کی ایسی مثال قائم کرو کہ جو آج اشد ترین دُشمن ہے وہ بھی اس خیر خواہی اور خدمت اور اس پیار کی تیز دھار سے گھائل ہو۔ اور پھر ہم سب مل کر یہ کوشش کریں کہ جو آج غیر ہیں وہ غیر نہ رہیں۔ اور ہم سب مل کر اسلام کی کچھ اس طرح خدمت کریں کہ جلد تر ساری دُنیا پر اللہ تعالیٰ کے اِن منصوبہ کے باعث اسلام غالب آ جائے اور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہر مُلک میں بلند ہو

اور آپ کی محبت ہر دل کے اندر اُس کے دِل کی دھڑکن کے طور پر دھڑک رہی ہو۔ مادی دِل کی دھڑکن تو کوئی چیز نہیں ہے۔ جس دِل میں مادی دھڑکن سے زیادہ نمایاں اور زیادہ مؤثر طریقہ پر خدا اور اُس کے رسول صلعم کی محبت اور عشق کی دھڑکن ہو، وہ دِل ہے جس کے اُوپر یہ عالمین قربان کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ دِل اپنے سینوں میں پیدا کرو۔ اور

محبت اور پیار کے ساتھ ان لوگوں کے دِلوں کو جیتو

جو اپنی ناسمجھی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کے دشمن ہیں۔ تم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ تم اُن کے دُشمن نہیں ہو بلکہ تم ہی اُن کے خیر خواہ ہو۔ تم ہی اُن سے حقیقی پیار کرنے والے ہو۔ تم ہی اُن کے دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ تم نے اُن کے اُوپر اتنا احسان کرنا ہے کہ اُن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کی معرفت حاصل ہو جائے۔

وہ چوٹی بہت بلند ہے جہاں تک

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان

پہنچا۔ لیکن خار دار جھاڑیاں بیچ میں ہیں۔ وہ نظر نہیں آ رہیں۔ اُن خار دار جھاڑیوں کو تم نے محبت اور پیار کے ساتھ صاف کرنا ہے۔ اور پھر اس محبت اور پیار کے نتیجہ میں جو ایک نورانی فضا پیدا ہوگی اس سے انہیں پتہ لگے گا کہ ہمارا محسنِ اعظم جو تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا کیا مقام تھا۔

اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کے پیچھے پڑ کر اپنے اوقات ضائع نہ کرو۔ اور خواہ وقتی طور پر ہی کیوں نہ ہو۔ دُوسروں کو ابتلاء میں نہ ڈالو۔ اور جو ایسے منصوبے ہیں جو غلبۂ اسلام کی راہ میں روڑے اٹکانے والے ہیں ان منصوبوں میں خود کو شامل نہ کرو۔ تم اس کام کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ دُعائیں کرو اور

صبر سے کام لو اور ہمہ وقت خدمت کیلئے تیار رہو

اور جس شخص کو یہ وہم ہے کہ وُہ آپ کا اشد ترین دُشمن ہے، اپنی پیاری خدمت کے ساتھ اُس کے اِس وہم کو دُور کرنے کی کوشش کرو تاکہ جو ہم چاہتے ہیں وہ ہمیں جلد تر مِل جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

تمہیں سب سے زیادہ پیار کرنے والا

تمہارے لئے رات دِن بے چین اور تمہارے لئے

محبت بھری دُعائیں کرنے والا

اللہ کا ناچیز بندہ

(دستخط) مرزا ناصر احمد

خلیفۃ المسیح الثالث

۵؍ہجرت ۱۳۵۸ہش

مئی ۱۹۷۹ء

خطبہ جمعہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ساری ہی صفات کے مظہر اتم ہیں اور آپ کی مبارک زندگی کا ہر پہلو اس کا ثبوت ہے

انسان کی ہدایت کے لئے مرکزی نقطہ آپ کی ذات ہے اور یہ تخیل کہ آپ سے آزاد ہو کر کوئی ہدایت یافتہ بن جائے درست نہیں

آپ کی قوت قدسیہ تا قیامت رسالت پر ہے اور اپنے اثرات اور فیوض کے لحاظ سے آپ کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۰ نبوت ۱۳۵۷ ہش مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۷۸ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ (الجمعۃ آیات ۲، ۳)

اس کے بعد فرمایا:-

اس کائنات کی ہر چیز کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور ہر چیز کے اندر اس نے غیر محدود صفات رکھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بہت کھول کر بیان کیا ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت سے پیدا ہوئی ہے اس کے خواص غیر محدود ہیں اور انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ خشخاش کے ایک دانے کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے جو خواص رکھے ہیں انسان ان کا شمار بھی نہیں کر سکتا اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی

غیر محدود صفات کے جلوے

ہر آن اس مخلوقات پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور ہر چیز جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے اس میں اس نے یہ بنیادی خاصیت رکھی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں سے اثر قبول کرتی ہے اور چونکہ ہر چیز خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں سے اثر قبول کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے غیر محدود ہیں اس لئے اس کی پیدا کردہ ہر شئے کے خواص بھی غیر محدود ہیں۔

ان آیات میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز لے لو وہ خدا تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی پاکیزگی کو بیان کر رہی ہے۔ اور سوائے اس کے کسی اور کی بادشاہت قبول نہیں کر رہی۔ خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی وجود نہیں جس کی صفات کے جلووں کا اثر اس دنیا کی کسی بھی شئے نے کسی بھی رنگ میں قبول کیا ہو۔ اگر قبول کیا ہے تو صرف خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں کا اثر قبول کیا ہے اس واسطے وہی ان کا بادشاہ ہے۔

پھر بتایا کہ ہر چیز جو خدا نے پیدا کی ہے وہ یہ ثابت کرتی ہے کہ خدا پاک ہے اور تمام خوبیوں کا مالک ہے اس لئے کہ جو چیزیں اس نے پیدا کی ہیں وہ جن اغراض کے لئے پیدا کی ہیں، ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے تمام خوبیاں اور تمام طاقتیں ان کے اندر پائی جاتی ہیں اس لئے جس منبع سے وہ نکلی ہیں اس کے متعلق بھی ماننا پڑے گا کہ وہ قدوس ہے کیونکہ اس کی پیدا کردہ مخلوق کے اندر یہ پاکیزگی پائی جاتی ہے کہ اس کا اثر بد نہیں بلکہ پاک ہے۔ قرآن کریم نے یہ اعلان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی چیز کا بھی اس دنیا میں بد اثر نہیں۔ ہم خود اس کے غلط استعمال سے نقصان اٹھالیں تو یہ اور بات ہے۔ یہ استعمال کرنے والے کی بدی ہے اس شئے کی بدی نہیں۔

قرآن کریم کا اعلان

یہ ہے کہ

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ

(الجاثیہ آیت ۱۴)

یعنی بغیر استثناء دنیا کی ہر چیز کو انسان کی خدمت پر لگایا گیا ہے۔ اگر انسان خود خدمت نہ لے یا غلط خدمت لے تو اس میں خادم کا قصور نہیں۔ "خشخاش" کا ایک دانہ اور ہمالیہ کا یہ پہاڑ اور سورج کا یہ خاندان (جس میں سے ایک زمین بھی ہے جو سورج سے فائدہ اٹھا رہی ہے) یہ سب کے سب انسان کی صحیح خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ کوئی چیز ایسی بھی ہے جو انسان کی خدمت کی اہلیت نہیں رکھتی اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ خواہ اس کا صحیح استعمال کیا جائے۔ انسان کو اس سے فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ہم یہ ثابت کر دیں گے کہ خود دنیا نے تحقیق کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ جن چیزوں کے متعلق بعض لوگوں کا یہ وہم تھا کہ وہ انسان کے فائدہ کے لئے نہیں ہیں ان میں بھی فوائد ہیں مثلاً سانپ اور اس کا زہر ہے۔ بعض لوگ تو سانپ کا لفظ سن کر بھی چھلانگ لگا کر چارپائی پر چڑھ جاتے ہیں۔ اتنا ڈرتے ہیں اس سے۔ لیکن سانپ کے زہر میں بھی انسان کے لئے

بے شمار فوائد

[illegible] انسان نے تحقیق کر کے ان میں سے بعض فوائد کا علم بھی حاصل کیا ہے اور اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ بہت سی ایسی بیماریاں ہیں جن کو [illegible] اپنی جہالت کی وجہ سے قریباً لاعلاج سمجھتا تھا۔ اور اب [illegible] سانپ کے زہر [illegible] اسی طرح مکھی ہے [illegible] ان کے لئے فائدہ ہے۔ ایک [illegible] فائدہ جو ہر ایک کو سمجھ آجائے گا یہ ہے کہ بعض بچے "سوکھے" کے مریض ہوتے ہیں۔ اور بچپن سے نہ بڑھتے ہیں نہ ان کی ہڈی ہوتی ہے اور نہ اس کے اوپر گوشت ہوتا ہے۔ اسے پنجابی میں "سوکھا" کہتے ہیں۔ ایسے مریضوں کو اگر مکھی کسی چیز میں بیٹھ کر کھانے کو دی جائے اور وہ اس کو ہضم کر لیں تو یہ "سوکھے" کی بیماری کا علاج ہے۔ اور یہ تو ایک فائدہ ہے۔ اس کے اندر اور بہت سے فوائد ہیں۔

[illegible] تمام اشیاء

خدا تعالیٰ کی صفات

سے اثر قبول کر رہی ہیں اور جس غرض کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے (کہ وہ انسان کی خدمت کریں) اس غرض کو وہ پورا کر رہی ہیں۔ اور اس طرح یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ صرف بادشاہ ہی نہیں بلکہ ان کا اثر انسان پر نیک اور پاک اور مفید ہے گندہ اور مضر نہیں ہے۔ اس لئے جس چشمہ سے وہ نکلی ہیں اس پر بھی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے ان اثرات سے وہ یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ

خدا تعالیٰ پاک ہے

یہ ان کی زبان ہے۔ قرآن کریم نے دوسری جگہ کہا ہے کہ ہر چیز اس کی حمد کر رہی

ہے۔ اور اس کی تسبیح کر رہی ہے۔ لیکن تم ان کی آواز کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور ایک آواز یہی ہے پتہ نہیں اور کتنی آوازیں خدا تعالیٰ نے ان کو دی ہیں۔ پس جیسا کہ خدائے قدوس نے کہا تھا تمام اشیاء انسان کی خدمت پر لگی ہوئی ہیں اور دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے انسان خدمت نہ لے سکے۔ اور صحیح ذاتی خاندانی اور علاقائی خدمت اور بنی نوع انسان کی خوشحالی اور اس کے اطمینان اور اس کی ترقیات کے لئے ان اشیاء کو کام میں نہ لگایا جا سکے۔

خدا تعالیٰ عزیز ہے اور دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں کہ جو کام خدا تعالیٰ کرنا چاہتا ہے اس کے راستہ میں روک بن سکے۔ ویسے تو قرآن کریم کی آیات کی تفسیر کے ہزارہا پہلو ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں ایک پہلو جو بہت نمایاں ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی صفات کے علاوہ کسی اور کا مثلاً شیطان کا اثر قبول کرے۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ انسان کو ایک تنگ دائرے میں خدا تعالیٰ نے آزادی دی ہے۔ مگر اس کی حفاظت کے لئے اور اس کو خدا کی طرف واپس لانے کے لئے

بڑا عظیم انتظام

بھی کیا ہے۔

حکم اُسی کا چلتا ہے اور اس یونیورس میں اس عالمین میں اس کے جو احکام جاری ہیں جب ہم ان پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر حکم خواہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ بڑی حکمتوں والا ہے۔ پس خدا تعالیٰ العزیز الحکیم ہے۔ یہ نہیں کہ وہ صرف عزیز ہے اور حکیم نہیں بلکہ وہ عزیز بھی ہے۔ اور حکیم بھی ہے۔

دنیا کا یہ نقشہ پیش کر کے خدا تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ دنیا کی ہر چیز خدا تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے۔ اور اس کی بزرگی کو ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہے جو کچھ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اس کا فعل ہے۔ اس نے اپنی صفت کاملہ سے ان اشیاء کو پیدا کیا۔ اور ان پر اپنی صفات کے جلوے رکھے۔ اور ہر مخلوق میں، ہر شئے میں خواص نے پیدا کی۔ اس نے بے حد و حساب خواص پیدا کر دیئے۔ زمانہ تو ہمارے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو بالائے زمانہ ہے جیسا کہ وہ لامکاں ہے۔ سو سال پہلے گندم کے دانے میں جو خواص تھے۔ ان سو سالوں کے اندر پتہ نہیں ان میں کیا فرق پڑ گیا ہے۔ اور صفات باری نے ان کے اندر کیا تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ یہ علیحدہ مضمون ہے۔ بہرحال یہاں خدا تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ اس کی صفات اس عالمین کی ہر شئے میں نظر آ رہی ہیں۔ اور ہر چیز یہ بتا رہی ہے کہ بادشاہت خدا ہی کی ہے اور ہر چیز یہ ثابت کر رہی ہے کہ

خدائے واحد و یگانہ کی بادشاہت

بڑی پاکیزہ بادشاہت ہے۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ عزیز ہے غالب ہے۔ دنیا اس بات کو رد نہیں کر سکتا (اور جو اس نے انسان کو آزادی دی ہے وہ خدا کا ہی حکم اور منشاء ہے) اور یہ کہ اس کے احکام پُر حکمت ہیں۔ یہاں خدا نے یہ عجیب اور شاندار جوڑ ملا دیا۔ اس کا ہر حکم اپنے اندر حکمتیں رکھتا ہے تو اس نے انسان کو جو آزادی دی۔ اس میں بھی کوئی حکمت ہونی چاہیئے۔ فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

کہ اگر انسان کو آزاد نہ بنایا جاتا اور اس کی حالت ویسی ہی ہوتی جیسی کہ ایک فاختہ کی ہے یا ایک بازکی ہے۔ یا ایک درخت کی ہے یا ایک پتھر کی ہے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں تھی۔ پس خدا تعالیٰ نے جو یہ سارا کارخانہ بنایا اور اعلان کیا کہ یہ اس غرض سے بنایا ہے کہ وہ انسان کی خدمت کرے۔ اسمیں یہ حکمت ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا وجود پیدا کرنا مقصود تھا۔ پس هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ میں بتایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی عظمت و شان اور اپنی بادشاہت اور اپنی قدوسیت کا اور اپنے عزیز اور حکیم ہونے کا یہ نشان ظاہر کیا کہ ایک اُمّی قوم جو پڑھ نہیں سکتے تھے۔ اور

دُنیوی لحاظ سے بالکل جاہل

تھے۔ ان کے اندر ایک ایسا وجود پیدا کر دیا کہ جس کی قیمت دنیا جہان بھی نہیں ہے وہ سب سے زیادہ قیمتی وجود ہے۔

اس دوسری آیت میں پہلی آیت کے ساتھ ساتھ چلنے والے دو اور سلسلوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

ایک محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور دوسرے وہ کتاب جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کر آئے یعنی قرآن کریم۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اس طرح کہ انسانوں میں سے صرف آپ ہی ہیں جو

صفات باری تعالیٰ کے مظہر اتم

ہیں۔ چنانچہ کوئی انسان ایسا نہیں جو خدا تعالیٰ کی ملک ہونے کی صفت کا اس شان کے ساتھ مظہر بنا ہو جیسے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کی صفت۔ ملک ہونے کی صفت۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں اور آپ کی ذات میں اتم طور پر ظاہر ہوئی اور چمکی۔ پھر آپ کے وجود میں پاکیزگی کی بھی انتہاء تھی۔ یعنی قدوس ہونے کی صفت کے بھی محمد صلے اللہ علیہ وسلم مظہر اتم ہیں۔ اور آپ کی ساری زندگی پاک اور پاک کرنے والی ہے۔ اور جب میں ساری زندگی کہتا ہوں تو میری مراد ہر دو زندگیوں سے ہے۔ یعنی جسمانی زندگی بھی اور روحانی زندگی بھی۔ جو کہ قیامت تک ممتد ہے اور

پاکیزگی کے لحاظ سے

انسان پر جو مُردنی چھا جاتی ہے اور وہ مُردہ ہو جاتا ہے۔ آپ کی زندگی اس مُردنی کو زندگی اور طاقت کے اندر تبدیل کرنے والی ہے اور جہاں تک انسان کے اخلاق اور انسان کے معاشرہ اور اس کے تمدن اور اس کی اقتصادیات اور اس کے علوم اور اس کی زندگی کے ہر شعبہ کا تعلق ہے۔ اگر انسان نے

فلاح و بہبود کی زندگی

گذارنی ہو تو حکم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی چلتا ہے۔ جو تعلیم آپ لے کر آئے اس سے پرے ہٹ کر انسان کو نہ کوئی سکھ اور چین نصیب ہوا نہ ہو سکتا ہے اس پر میں اپنے بیرون ملک کے دوروں میں بھی روشنی ڈال چکا ہوں۔ عیسائیوں کو میں بڑی وضاحت کے ساتھ سمجھاتا تھا کہ تمہاری عقلیں اور تمہارے مذاہب تمہارے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اگر تم اپنے مسائل حل کرنا چاہتے ہو تو وہ جس کو خدا نے صفت عزیز کا مظہر اتم بنایا ہے، اس کے سائے تلے آ جاؤ۔ تمہاری ساری تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔ ویسے ان کو سمجھانے کے لئے میں الفاظ ان کی عقل کے مطابق ہی استعمال کرتا ہوں۔ اور آپ احمدیوں کی عقل ماشاء اللہ بہت بڑی ہے۔ آپ کو سمجھانے کے لئے آپ کی سمجھ کے مطابق الفاظ استعمال کرتا ہوں۔ جب میں ان سے بات کرتا ہوں تو وہ میری بات سمجھ جاتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ جب میں آپ سے بات کرتا ہوں تو آپ میری بات سمجھ جاتے ہیں۔ پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو بغیر حکمت کے ہو۔ ہر پہلو میں ہمیں حکمت نظر آتی ہے۔ ورنہ اگر یہ حکمت نہ ہوتی۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی صفت حکیم کے مظہر اتم نہ ہوتے تو آپ امت محمدیہ کو جس کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے کبھی سنبھال ہی نہ سکتے۔ یہ فقرہ کہنا آسان ہے۔ لیکن اس کا سمجھنا مشکل ہے کہ

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ

قیامت تک فیض رساں ہے۔ اور اپنے اثر کے لحاظ سے اور اپنے فیوض کے لحاظ سے اس کا زمانہ قیامت تک ہے۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ساری ہی صفات کے مظہر اتم ہیں۔ لیکن یہاں قرآن کریم میں جو مضمون بیان ہوا ہے۔ اس میں چار بنیادی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپؐ ان چاروں صفات کے بھی مظہر اتم ہیں۔ آپؐ کے وجود کی ہر حرکت اور ہر سکون نے یہ ثابت کیا کہ خدا تعالے بڑا بزرگ، ہر عیب سے پاک، ہر نقص سے پاک اور تمام اسمائے حسنہ سے متصف ہے۔ اور تمام تعریفیں اسی کی طرف جاتی ہیں۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا ثبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود نے اور آپؐ کی مطہر الاوقات زندگی نے دیا ہے۔ آپؐ نے بھرپور زندگی گزاری اور اس زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو یہ ثابت نہ کرتا ہو کہ واقعہ میں اللہ تعالے ان چاروں صفات کا مالک ہے۔ جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کے ثبوت کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو دوسرا سلسلہ بیان کیا ہے۔ وہ قرآن کریم ہے۔ یعنی وہ تعلیم جو آپؐ لے کر آئے۔ چنانچہ فرمایا يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ کہ وہ تعلیم

خدا تعالیٰ کے احکام

بتاتی ہے اور یہ اس کے ملک ہونے کے مقابلہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ بادشاہ ہے اور بادشاہ کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ اور قرآن کریم نے وہ تمام احکام الٰہی بیان کئے ہیں۔ دنیا کی پیدائش اللہ تعالے کا فعل ہے اور قرآن کریم اللہ تعالےٰ کا قول ہے۔ بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ مذہب اور سائنس کی لڑائی ہے۔ ایک ہی ہستی کا قول اور اس کا فعل آپس میں کیسے لڑ سکتے ہیں۔ جو اس نے کیا اور جو اس نے کہا وہ متضاد ہو ہی نہیں سکتے۔ ایسا خیال کرنا بھی نامعقول بات ہے اور جس طرح خدا تعالےٰ کے فعل میں ہمیں اس کی یہ صفات نظر آتی ہیں کہ وہ بادشاہ ہے۔ وہ قدوس ہے۔ وہ عزیز ہے اور غالب ہے اور وہ حکیم ہے اسی طرح قرآن کریم جو اس کا قول ہے اس میں بھی ہمیں یہ صفات نظر آتی ہیں۔ خدا تعالےٰ کی بادشاہت کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام احکام ایک کامل اور مکمل شریعت کے رنگ میں انسان کو دیئے گئے۔ خدا تعالیٰ کا حکم کائنات میں چلتا ہے يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (النحل آیت۔ ۵۱) جو خدا انہیں کہتا ہے وہی کرتے ہیں۔ لیکن کائنات کا ایک حصہ جو آزاد رکھا گیا تھا۔ اس کی ہدایت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کیا۔ اس نے انسان کو کہا کہ تیری مرضی ہے تو اس پر عمل کر اور تیری مرضی ہے تو نہ کر۔ لیکن اس کے لئے یہ کہنے کی ذرہ بھر گنجائش نہیں چھوڑی کہ اے خدا جس طرح تو نے اس عالمین میں اپنے کامل حکم کے ساتھ

خلق کا سلسلہ

قائم کیا اور پیدائش کی اور اپنی صفات کے جلوے ان کے اندر رکھے اسی طرح تو نے ہمارے لئے ایک کامل کتاب کیوں نہیں بھیجی۔ بلکہ جب انسان اس کا حامل ہونے کے قابل ہو گیا تو ایک کامل کتاب اس کو دے دی گئی۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ اور جس طرح بادشاہ کے احکام ہوتے ہیں اسی طرح انسان کی ہدایت کے لئے اس کی بہبود کے لئے اس کی دنیوی اور اخروی ہر دو قسم کی ترقیات کے لئے وہ تمام احکام جن کی ضرورت تھی کامل طور پر اس قرآن عظیم میں موجود ہیں۔ جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کر آئے پس خدا تعالےٰ کی ملک ہونے کی صفت اس کے فعل میں بھی ظاہر ہوئی اور اس کے قول میں بھی ظاہر ہوئی اور یہاں قرآن کریم ہیں، اس کے قول میں يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی تمام صفات کے مظہر اتم ہیں اور آپؐ کے علاوہ ہر انسان نے اپنی اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق

خدا تعالیٰ کی صفات

کا رنگ اپنی صفات میں پیدا کرنا ہے۔ اپنی استعداد سے زیادہ تو وہ نہیں کر سکتا۔ پس جب یہ کہا کہ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ تو اس میں یہ اعلان کیا کہ دیکھو محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو شریعت لے کر آئے ہیں۔ اس میں تمہارے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ تم اپنی استعداد کے مطابق خدا تعالےٰ کی ملک ہونے کی صفت کے زیادہ سے زیادہ مظہر بن سکتے ہو۔

پھر خدا تعالےٰ کی قدوس ہونے کی، پاکیزہ ہونے کی جو صفت ہے وہ يُزَكِّيْهِمْ میں ظاہر ہوئی۔ یہ تو موٹی بات ہے ہر ایک کو سمجھ آ جائے گی کیونکہ یہ معنے کے لحاظ سے برابر ہیں۔ وہاں قدوس ہے اور یہاں يُزَكِّيْهِمْ ہے۔ يُزَكِّيْهِمْ میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالے پاک ذات ہے اور اس تعلیم پر عمل کر کے تم بھی اپنی استعداد کے مطابق زیادہ سے زیادہ طہارت اور پاکیزگی حاصل کر سکتے ہو۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ۔ اور تم خدا تعالیٰ کی عزیز ہونے کی صفت کے مظہر اتم بن سکتے ہو۔ خدا تعالےٰ کے اس قول سے قرآن میں یہ سامان پیدا کیا گیا ہے۔ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ عزیز کے مقابلہ میں آیا ہے۔ پس خدا تعالےٰ جو غالب ہے تم اس کے مظہر بن سکتے ہو۔ قرآن کریم میں ایک اور جگہ یہ مضمون بیان ہوا ہے جو بہنوں کو سمجھ آ جائے گا۔ چنانچہ فرمایا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ (آل عمران آیت۔ ۱۴۰) کہ تم ہی غالب رہو گے۔ یہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کیا بتا رہا ہے۔ یہی کہ تم خدا تعالیٰ کی اس صفت کے مظہر بن سکتے ہو کہ وہ عزیز ہے اور کوئی اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا وہ عزیز اور غالب ہے اور کوئی نہیں جو اس کے منصوبوں کو ناکام کر سکے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ تم بھی یہ صفت اپنے اندر پیدا کر سکتے ہو کہ تم پر کوئی غالب نہ آئے۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ بشرطیکہ تم

قرآن کریم کی ہدایت

کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہو۔

وَالْحِكْمَةَ یہ بھی لفظی طور پر خدا تعالےٰ کی صفت حکیم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قرآن کریم کی شریعت انسان کو اس کی قوت اور استعداد کے مطابق خدائے حکیم کی صفت حکیم کا مظہر بنانے کے لئے دنیا کی طرف مبعوث ہوئی ہے۔ اس سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں اور بہت سی باتیں سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالےٰ کے فعل اور قول میں تضاد نہیں ہے۔ اور مخالفت نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ ایک تو عقلاً ان میں تضاد نہیں ہو سکتا اور دوسرے حقیقتاً نہیں ہے۔ کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کے فعل میں اور اس کے قول قرآن کریم میں تضاد ہوتا تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم پر عمل کر کے خدا تعالےٰ کی صفات کے مظہر اتم نہیں بن سکتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں یہ نشان دکھایا کہ آپؐ کا صفات باری کا مظہر اتم بن جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل اور قول میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اور ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ تم شیطانی وساوس کو اپنے دل سے نکال کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو تو تم بھی اپنی قوت و استعداد کے مطابق

خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر

بن جاؤ گے اور ہر وہ شخص جو قرآنی تعلیم پر عمل کر کے اسوۂ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خدا تعالےٰ کی صفات کا مظہر بنتا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالےٰ کے فعل اور اس کے قول میں کوئی فرق نہیں ہے کوئی تضاد نہیں ہے کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ایک اور بات جو نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے یہ ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے مرکزی نقطہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اس لئے یہ تخیل کہ پہلے بزرگ اور انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آزاد رہ کر ہدایت یافتہ تھے۔ میرے نزدیک درست نہیں کوئی نبی جو آپ سے پہلے گذرا یا کوئی ولی یا صالح یا خدا تعالیٰ کا محبوب اور پیارا ایسا نہیں ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے علیحدہ ہو کر اور آزادانہ مستقل حیثیت میں ہدایت یافتہ ہوا ہو۔ الہی معرفت

یہ کہا گیا ہے کہ آدم ابھی معرضِ وجود میں بھی نہیں آیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

خاتم الانبیاء کا مقام

عطا کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہ ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انسان کو بھی اپنی استعداد کے مطابق قرآن کریم کی ہدایت کی ویسی ہی ضرورت تھی جیسی کہ بعد والوں کو ضرورت ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ چونکہ پہلوں کو قرآن کریم کا ایک حصہ دیا گیا تھا اس لئے پہلوں میں خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی اس قدر قوت و استعداد نہیں تھی جتنی قوت و استعداد اللہ تعالیٰ کے فضل نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں امتِ مسلمہ میں پیدا کر دی۔ اور بھی بہت سے نتائج نکلتے ہیں، آپ سوچ لیں۔

غرض ان آیات میں ایک بڑا عظیم مضمون بیان ہوا ہے جو کہ تین سلسلوں پر مشتمل ہے۔ میں نے وہ مختصراً بیان کر دیا ہے۔ میری خواہش یہی ہوتی ہے کہ میں اس طرح بیان کروں کہ آپ خود بھی سوچنے پر مجبور ہو جائیں اور سوچیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے اور آپ کی سوچ کا نتیجہ صحیح ہو اور اس ہدایت کے مطابق ہو جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے لے کر آئے ہیں۔

(الفضل ۵/۷۹ ۱۰)

خلاصہ خطبہ جمعہ (بقیہ صفحہ اوّل)

وہ اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کو دکھ پہنچائے اور کسی بھی لحاظ سے اسے دکھ دینے والا نہ ہو حتیٰ کہ اس نے مشرکوں کے بتوں تک کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے تاکہ ان مشرکوں کے جذبات مجروح نہ ہوں اور انہیں تکلیف نہ پہنچے۔ قرآن کریم کی تعلیم نوعِ انسان میں سے کسی کو بھی خواہ وہ کوئی ہو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف دینے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔

خطبہ کے آخر میں حضور نے جماعت کے بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں اور خواتین سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ ہے اسلام کی حسین تعلیم، تم اپنی زندگیوں کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالو اور نوعِ انسان کے سچے ہمدرد بنو اور کسی کو دکھ نہ پہنچاؤ۔ اور کسی کی دشمنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ پانے دو۔ خواہ ساری دنیا کہے کہ وہ تمہاری دشمن ہے تم اپنے عمل سے ثابت کر دکھاؤ کہ تم کسی کے دشمن نہیں ہو، تم دشمنی کے لئے پیدا ہی نہیں کئے گئے۔ تم سب کے لئے دعائیں کرو اور اپنی دعاؤں کے دائرہ کو تنگ نہ ہونے دو۔ تم دعائیں کرو کہ جو خدا سے دور جا رہے ہیں وہ اس کے حضور میں واپس آجائیں، جو اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں وہ ہدایت کے اجالوں میں آجائیں اور جو روحانی طور پر مردہ ہیں وہ حیاتِ نو سے ہمکنار ہوں۔ تم سب کی بھلائی اور ہمدردی و خیرخواہی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ اس کا ثبوت سب کے لئے دعائیں مانگ کر دو کہ سب کو اس دنیا میں بھی جنت نصیب ہو اور اگلے جہان میں بھی جنت ان کے لئے مقدر ہو۔ (الفضل ۵/۷۹ ۱۲)

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم منظور احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھاگلپور پٹنہ میں ریسرچ کر رہے ہیں۔ اس میں نمایاں کامیابی کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ موصوف نے نشر و اشاعت، اعانت بدر اور شکرانہ فنڈ میں مبلغ پندرہ روپے ادا کئے ہیں جزاہ اللہ تعالیٰ (۲) مکرم مبشر احمد یونس امسال B.Sc سیکنڈ ایئر کا امتحان دینے والے ہیں امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار: عبدالرشید ضیاء مبلغ سلسلہ بھاگلپور۔

(۳) میرے دو لڑکے امسال میٹرک اور آئی اے کا امتحان دے رہے ہیں۔ ہر دو کی نمایاں کامیابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار: شیخ غلام مسیح بھدرک)

صبحِ خلافت

از: مکرم عبدالرحیم صاحب راٹھور

مژدۂ فصلِ بہار جاوداں
صد مبارک آپ کو اہلِ وطن

آج کچھ رونق سوا ہے باغ میں
دیدنی شمشاد کا ہے بانکپن

تختہائے گل سجے ہیں ہر طرف
صف بصف استادہ ہیں سرو و سمن

عقدِ مروارید لے کر آ گئے
نرگسِ شہلا، گلاب و یاسمن

خوش گلو طائر فضا میں نغمہ خواں
رقص ہے رنگین گلوں کا در چمن

شوق سے نغمہ سرا ہوں عندلیب
دور ہیں بستان سے زاغ و زغن

محفلِ انجم کے ارکاں محوِ رقص
لو! فضا میں ناچتے ہیں نورتن

کس کی آمد ہے یہ محفل میں کہ یوں
سج گئی ہے پھر گلوں سے انجمن

حور و غلماں گل بداماں با ادب
کس کی خاطر منتظر ہیں سیم تن

چند کنواری نیک خو شہزادیاں
آسمانی نور کر کے زیبِ تن

معرفت کی مشعلیں روشن کئے
منتظر صدیوں سے ہیں یہ گلبدن

بدرِ کامل شان سے طالع ہوئے
یا ہوا نورِ خدا جلوہ فگن

نازشِ الٰہی کے فرزندِ جلیل
وہ جری اللہ حقیقی بت شکن

کر کے قائم پھر خلافت کا نظام
جا رہے ہیں سوئے جناتِ عدن

حبذا! صبحِ خلافت زندہ باد!!
مرحبا! نورِ خدا کی یہ کرن!!

نورِ حق سے پھر ہوا رشکِ چمن
بحر و بر، گل خشک و تر، کوہ و دمن

قدرتِ ثانی کا بابرکت ظہور
دائمی ہے سلسلہ نیک ظن

شکر للہ! پھر کئی صدیوں کے بعد
ہو گئیں روشن عیونِ مرد و زن

نصرت و تائیدِ حق شامل رہے
رحمتِ باری ہو نازل دائماً

نیک چہرے نور سے معمور ہیں
عید سے خوشتر ہے یہ رد حسن

دے رہی ہے غلبۂ حق کی نوید
زندۂ جاوید ہو روحِ چمن

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا روحانی پروگرام!

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر منصوبے کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے نفلی عبادات اور ذکرِ الٰہی کا ایک خصوصی پروگرام رکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

(۲)۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نمازِ عشاء کے بعد سے لیکر نمازِ فجر سے پہلے تک یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات بار روزانہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی جائے اور اس پر غور و تدبر کیا جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید اور درود شریف اور استغفار کا ورد روزانہ ۳۳۔ ۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں:-

(الف) رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ

(ب) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

تسبیح و تحمید: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

درود شریف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

استغفار: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

جماعتِ احمدیہ کا مسئلۂ خلافت پر اجماع

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان!

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں اللہ تعالیٰ نے روحانی اعتبار سے آپؐ کو وہ منصب اور مقام عطا فرمایا کہ جب سے نسلِ انسانی شروع ہوئی ہے نہ کسی کو ملا اور نہ ہی قیامت تک کسی کو ملے گا۔ اسی لئے آپؐ سید البشر اور سید ولد آدم ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقدس مشن نبوت میں کامیاب ترین نبی ہیں اور آپؐ کے وجودِ باجود کے ذریعہ اور قوتِ قدسی کے فیضان کے نتیجہ میں دنیا میں ایک ایسا روحانی اور اخلاقی انقلاب آیا جس کی نظیر تاریخ انبیاء اور تاریخ انسانیت میں نہیں مل سکتی۔

آنحضرت صلعم کے وصال کے معاً بعد صحابہ کرامؓ کا جس امر پر پہلا اجماع ہوا وہ مسئلۂ خلافت تھا جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ النور کی آیت ’استخلاف‘ میں دیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر اپنا فضل و کرم فرماتے ہوئے انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جمع کر دیا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے خلیفۃ الرسول منتخب ہوئے۔ مسلمانوں میں ’نظامِ خلافت‘ کے قیام کے نتیجہ میں ایک طرف ذہنی سکون و اطمینان اور باہمی اتحاد و یگانگت پیدا ہوئی تو دوسری طرف امور سلطنت میں استحکام پیدا ہوا اور تیسری طرف اشاعتِ اسلام کے نئے دروازے کھلے اور اس طرح اسلام کا ایک وقار اور ایک عظمت دنیا میں قائم ہوگئی اور یہ سب نظامِ خلافت کے قیام کی برکت تھی مسلمانوں میں جب تک یہ نظام خلافت جاری رہا وہ دینی و روحانی برکات سے حصہ پاتے رہے۔

آخری زمانہ میں پھر دوبارہ منہاجِ نبوت کا دور مقدر تھا

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ایک پیشگوئی کے مطابق حضور صلعم کے وصال کے بعد اُمت میں جاری ہونے والا نظام خلافت ”دور ملوکیت“ میں تبدیل ہو گیا جس کا زمانہ قریباً ۱۲۰۰ سال تک جاری رہا اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلعم نے یہ بشارت بھی دی تھی :-

ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۷۳)

کہ آخری ایام میں پھر دوبارہ نبوت ہی کی منہاج پر خلافت ہو گی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایک طرف آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے وجودِ مبارک میں ظاہر فرمایا تو دوسری طرف ان کی وفات کے بعد ۱۹۰۸ء میں آپؑ کی جماعت میں ’خلافت علیٰ منہاج نبوت‘ کا دور شروع فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاداتِ ربانی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنی زندگی میں جماعت کو یہ خوشخبری دی تھی کہ آپ کے وصال کے بعد جماعت میں ”قدرت ثانیہ“ یعنی خلافت کا نظام قائم ہوگا اور وہ نظام تا ابد جماعتِ احمدیہ کے ساتھ قائم رہے گا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

(الف) ”چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو کہ تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ سابق سے محروم نہ رہے۔“

(شہادت القرآن)

(ب) ”خدا تعالیٰ کی سُنت ہے ..... کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ“ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا منشاء ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اس طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے بلکہ اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر فرماتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے .... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا .... خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔“

(الوصیت)

(ج) نیز فرمایا :-

”تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔“ (الوصیۃ)

جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت پر اجماع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال لاہور میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا نعش مبارک تدفین کے لئے قادیان لائی گئی اور ۲۷ مئی کو تدفین سے قبل بہشتی مقبرہ سے ملحق باغ میں حاضر الوقت احباب جماعت نے متفقہ طور پر اس بات کا فیصلہ کیا کہ :-

(۱) حضور علیہ السلام کے ارشادات مندرجہ ’الوصیۃ‘ کے مطابق آپؑ کی جماعت میں نظام خلافت قائم ہو

(۲) اور اس منصب جلیلہ کے لئے حضرت مولانا الحاج حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا جائے

گویا نظامِ خلافت کے قیام و اجراء پر جماعتِ احمدیہ کا پہلا اجماع ہوا۔

چنانچہ :

(الف) حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ کی خدمت میں درخواست کی گئی جس پر بہت سے احباب نے دستخط کئے ان میں شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کے دستخط بھی ثبت تھے اس درخواست میں یہ لکھا تھا :-

”اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیۃ ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقیٰ ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ آپؑ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

سے ظاہر ہے۔ کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔“

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

(باقی صفحہ کالم ۲ دیکھیں)

خلافت اور اطاعتِ رسولؐ

از محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن کریم میں جہاں خلافت کا وعدہ مسلمانوں سے کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

یعنی اقامتِ صلوٰۃ - ادائیگی زکوٰۃ اور اطاعتِ رسولؐ کو خلافت کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے یعنی مسلمانوں کو توجہ کیا ہے کہ اقامتِ صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ہفتہ بھر کی مرکزی نماز نمازِ جمعہ ہے جو صلوٰۃ کا بہترین حصّہ ہے جسے ہفتہ کی عید بھی کہا گیا ہے۔ اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ بھی نہیں لگ سکتا۔ اسی طرح عیدین کی نمازیں یا حج کی عبادت ہے مثلاً ہندوستان میں رہنے والوں کو کیسے پتہ لگ سکتا ہے کہ باقی دنیا میں مسلمانوں کے کیا مسائل ہیں اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے اخباروں کے ذریعہ یہ کام ایک فی صدی بھی نہیں ہو سکتا اخباروں میں جھوٹی باتیں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں اس کے لئے تو ایسے نظام کی ضرورت ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قائم کیا گیا تھا۔ یا آپؐ کی نیابت میں خلفاء راشدین کے ذریعہ قائم تھا کہ ایک مرکز میں یا ایک خلیفہ کے ہاتھ پر جمع ہونے والے افراد خواہ روئے زمین پر کہیں آباد ہوں وہ لازمی طور پر اپنے مرکز میں اپنے امام کو ساری دنیا کے حالات سے باخبر رکھیں گے اور خلیفۂ وقت ان کے سامنے حالات کے تقاضے کے مطابق مسائل بھی بیان کرے گا اور جیسی قربانی کی اس وقت ضرورت ہوگی اس کی تحریک بھی جاری کر سکے گا۔ لیکن اسلامی بادشاہوں یا حکومت کے سربراہوں نے خلافت کے دور کے بعد کسی زمانہ میں بھی اقامتِ صلوٰۃ کو خلافتِ راشدہ کے دور کی طرح جاری کیا تھا؟ ہرگز نہیں اسی بناء پر تو حنفیوں کا فتویٰ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں کوئی سلطان نہ ہو۔ جمعہ پڑھنا جائز نہیں ان کی تہہ میں یہی حقیقت پوشیدہ ہے کہ ان کے بغیر جمعہ کی غرض و غایت ہی پوری نہیں ہوتی وہ تو نمازِ ظہر کی کیفیت میں رہ جاتی ہے اس پر لفظ "جمعہ" کا اطلاق ہی غیر موزوں ہے لیکن جب خلافت کا نظام نہ ہو تو انفرادی طور پر کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہو سکتا ہے بلکہ یہ ممکن ہے کہ حالات سے ناواقفی کی وجہ سے وہ خود بھی دھوکہ میں مبتلاء رہے اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں مبتلاء رکھے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اس خلاء کو جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ سے پورا کیا ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافتِ حقہ کو جاری فرما کر اس آیت کے حکم پر صحیح معنوں میں خلافت کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ کو اس پر عمل کی توفیق بخشی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یوں تو دوسرے مسلمان کہتے ہیں ہم بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے۔ یہ مسلمان بھی بظاہر حج کرتے ہیں صحابہؓ بھی کرتے تھے لیکن صحابہ اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے۔ یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدِ کمال تک پہنچی ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی انہیں حکم دیتے تھے یا آپؐ کے خلفاء جب کبھی انہیں حکم دیتے تھے وہ اس پر عمل کرنے کے لئے فوراً کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی رُوح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے۔ روزے بھی رکھیں گے۔ حج بھی کریں گے مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب خلافت ہوگی اطاعتِ رسولؐ بھی ہوگی اطاعتِ رسولؐ یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ یا حج کرو۔ یہ تو خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعتِ رسولؐ یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں۔ جب وہ کہے کہ جانی قربانی کی ضرورت ہے۔ یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں یا وطن کو قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ یہی حالت زکوٰۃ کی ادائیگی کی ہے جیسا کہ اسلام کا منشاء ہے کہ یہ امراء سے لی جاتی ہے اور ایک نظام کے ماتحت غرباء کی ضروریات پر خرچ کی جاتی ہے۔ اکیلا آدمی اگر زکوٰۃ ادا کرے یا سینکڑوں ملکوں میں سے ایک ملک اس پر عمل شروع کر دے تو اس کا کیا وہ نتیجہ نکل سکتا ہے جو اس صورت میں نکل سکتا ہے جب کہ زکوٰۃ کو ساری جماعت سے وصول کیا جائے اور سارے غرباء پر تقسیم کیا جائے یا سارے ملکوں سے وصولی کر کے ساری دنیا کے غرباء پر خرچ کیا جائے۔

اطاعتِ رسولؐ کے لئے نقطۂ مرکزی نبی کی نیابت میں خلیفہ ہی ہوتا ہے جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصیٰ امیری فقد عصانی یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ غرض مندرجہ بالا آیت سے واضح طور پر ثابت ہے کہ تینوں باتیں یعنی اقامتِ صلوٰۃ - ادائیگی زکوٰۃ اور اطاعتِ رسولؐ خلافت کے ساتھ لازم ملزوم ہے اگر خلافت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی۔ تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسولؐ کا مادہ بھی جاتا رہے گا علاوہ ازیں اس آیت میں یہ بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر کسی وقت برکاتِ خلافت کے نزول میں کمی آجائے تو مسلمانوں کو بحیثیت قوم دعاؤں میں لگ جانا چاہیئے۔ زکوٰۃ دینے میں چُست ہونا چاہیئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کرنی چاہیئے اگر وہ ایسا کریں گے تو فرماتا ہے لعلکم ترحمون ان پر رحم کیا جائے گا یعنی پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا نائب کھڑا کر دیا جائے گا جو سب مسلمانوں کو اکٹھا کر دے گا۔ اب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خلافت کی نعمت جماعتِ احمدیہ کو بخشی ہے فالحمد للہ۔ خدا کرے جماعتِ احمدیہ کے تمام افراد کو خلافت سے وابستہ رکھے۔ اور ایسی قربانیوں کی توفیق دیتے رہیں کہ خلافت دنیا میں ہمیشہ جاری و ساری رہے آمین۔

جماعتِ احمدیہ کا مسئلہ خلافت پر اجماع (بقیہ صفحہ ۹)

(ب) جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین ہو چکی اور حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ کو تمام جماعت حاضرین نے خلیفۃ المسیح الاوّل قبول کر کے آپؓ کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے انجمن کے سارے ممبروں کی طرف سے تمام جماعت کی اطلاع کے لئے حسب ذیل بیان جاری کیا:-

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے قبل آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ "الوصیۃ" کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود علیہ السلام باجازت حضرت ام المومنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو (۱۲۰۰) تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپؑ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے مولانا حضرت سید محمد احسن صاحب، صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، جناب نواب محمد علی خان صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، خلیفہ رشید الدین صاحب اور خاکسار خواجہ کمال الدین"۔

اس اطلاعی بیان میں خواجہ صاحب نے آگے چل کر فرمایا ہے "...کل حاضرین نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا یہ خط بطور اطلاع کُل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فوراً حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں"۔

(الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

مذکورہ بالا امور سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلعم کے بعد آپ کی اُمت میں نظامِ خلافت پر اجماع ہوا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعتِ احمدیہ کا پہلا اجماع مسئلہ خلافت پر ہوا۔

اب ان امور کی موجودگی میں ہمارے وہ بھائی جو جماعتِ احمدیہ کے پہلے اجماع کے نتیجہ میں دامنِ خلافت سے وابستہ ہوئے مگر بعد میں اپنی ذاتی وجوہ کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے یا جن کو ابھی تک نظامِ خلافت سے منسلک ہونے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی ان کے لئے مقام [illegible] چاہیئے کہ وہ [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت اور جماعتِ احمدیہ کے اجماع پر غور کریں اور ہمت و جرأت سے کام لیکر نظامِ خلافت سے وابستہ ہوں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔

خلافت اور اطاعت رسولؐ

از محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن کریم میں جہاں خلافت کا وعدہ مسلمانوں سے کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ؕ

اس میں اقامتِ صلوٰۃ۔ ادائیگی زکوٰۃ اور اطاعت رسول کو خلافت کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔ یعنی مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے کہ اقامت صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ہفتہ بھر کی مرکزی نماز نمازِ جمعہ ہے جو صلوٰۃ کا بہترین حصہ ہے جسے ہفتہ کی عید بھی کہا گیا ہے اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ بھی نہیں لگ سکتا۔ اسی طرح عیدین کی نمازیں یا حج کی عبادت ہے مثلاً ہندوستان میں رہنے والوں کو کیسے پتہ لگ سکتا ہے کہ باقی دنیا میں مسلمانوں کے کیا مسائل ہیں اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے اخباروں کے ذریعہ یہ کام ایک فی صدی بھی نہیں ہو سکتا اخباروں میں جھوٹی باتیں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں اس لئے تو ایسے نظام کی ضرورت ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قائم کیا گیا تھا۔ یا آپؐ کی نیابت میں خلفاء راشدین کے ذریعہ قائم تھا کہ ایک مرکز میں یا ایک خلیفہ کے ہاتھ پر جمع ہونے والے افراد خواہ روئے زمین پر کہیں آباد ہوں وہ لازمی طور پر اپنے مرکز میں اپنے امام کو ساری دنیا کے حالات سے باخبر رکھیں گے اور خلیفۂ وقت ان کے سامنے حالات کے تقاضے کے مطابق مسائل بھی بیان کرے گا اور جیسی قربانی کی اس وقت ضرورت ہوگی اس کی تحریک بھی جاری کر سکے گا۔ لیکن اسلامی بادشاہوں یا حکومت کے سربراہوں نے خلافت کے دور کے بعد کسی زمانہ میں بھی اقامت صلوٰۃ کو خلافت راشدہ کے دور کی طرح جاری کیا تھا؟ ہرگز نہیں اسی بناء پر تو حنفیوں کا فتویٰ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں کوئی سلطان نہ ہو۔ جمعہ پڑھنا جائز نہیں اس کی تہہ میں یہی حقیقت پوشیدہ ہے کہ اس کے بغیر جمعہ کی غرض و غایت ہی پوری نہیں ہوتی وہ تو نمازِ ظہر کی کیفیت میں رہ جاتا ہے اس پر لفظ "جمعہ" کا اطلاق ہی غیر موزوں ہے لیکن جب خلافت کا نظام نہ ہو تو انفرادی طور پر کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہو سکتا ہے بلکہ یقین ممکن ہے کہ حالات سے ناواقفی کی وجہ سے وہ خود بھی دھوکہ میں مبتلاء رہے اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں مبتلاء رکھے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اس خلاء کو جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے پورا کیا ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافتِ حقہ کو جاری فرما کر اس آیت کے حکم پر صحیح معنوں میں خلافت کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ کو اس پر عمل کی توفیق بخشی فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

یوں تو دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ ہم بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے۔ یہ مسلمان بھی بظاہر حج کرتے ہیں صحابہؓ بھی کرتے تھے لیکن صحابہ اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے۔ یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدِ کمال تک پہنچی ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی انہیں حکم دیتے تھے یا آپؐ کے خلفاء جب بھی انہیں حکم دیتے تھے وہ اس پر عمل کرنے کے لئے فوراً کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آجکل کے [illegible] میں نہیں مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے۔ روزے بھی رکھیں گے۔ حج بھی کریں گے مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب خلافت ہوگی اطاعت رسولؐ بھی ہوگی اطاعتِ رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ یا حج کرو۔ یہ تو خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعتِ رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں جب وہ کہے کہ جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں یا وطن کو قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ یہی حالت زکوٰۃ کی ادائیگی کی ہے جیسا کہ اسلام کا منشاء ہے کہ یہ امراء سے لی جاتی ہے اور ایک نظام کے ماتحت غرباء کی ضروریات پر خرچ کی جاتی ہے۔ اکیلا آدمی اگر زکوٰۃ ادا کرے یا سینکڑوں ملکوں میں سے ایک ملک اس پر عمل شروع کر دے تو اس کا کیا وہ نتیجہ نکل سکتا ہے جو اس صورت میں نکل سکتا ہے جب کہ زکوٰۃ کو ساری جماعت سے وصول کیا جائے اور سارے غرباء پر تقسیم کیا جائے یا سارے ملکوں سے وصول کر کے ساری دنیا کے غرباء پر خرچ کیا جائے۔

اطاعتِ رسول کے لئے نظام مرکزی [illegible] کی نیابت میں خلیفہ ہی ہوتا ہے جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ غرض مندرجہ بالا آیت سے واضح طور پر ثابت ہے کہ تینوں باتیں یعنی اقامتِ صلوٰۃ۔ ادائیگی زکوٰۃ اور اطاعتِ رسول خلافت کے ساتھ لازم ملزوم ہے۔ اگر خلافت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی۔ تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا علاوہ ازیں اس آیت میں یہ بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر کسی وقت برکاتِ خلافت کے نزول میں کمی آ جائے تو مسلمانوں کو محاسبت [illegible] [illegible] لگ جانا چاہیئے۔ زکوٰۃ دینے میں چست ہونا چاہیئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کرنی چاہیئے اگر وہ ایسا کریں گے تو فرماتا ہے لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ان پر رحم کیا جائے گا یعنی پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا نائب کھڑا کر دیا جائے گا جو سب مسلمانوں کو اکٹھا کر دے گا۔ اب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خلافت کی نعمت جماعتِ احمدیہ کو بخشی ہے فالحمد للہ۔ مولیٰ کریم جماعتِ احمدیہ کے تمام افراد کو خلافت سے وابستہ رکھے۔ اور ایسی قربانیاں کی توفیق دے جن سے خلافت دنیا میں ہمیشہ جاری و ساری رہے۔ آمین۔

جماعتِ احمدیہ کا مسئلہ خلافت پر اجماع (بقیہ صفحہ ۹)

(ب) جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین ہو چکی اور حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ کو تمام جماعت حاضرین نے خلیفۃ المسیح الاوّل قبول کر کے آپؓ کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے انجمن کے سارے ممبروں کی طرف سے تمام جماعت کی اطلاع کے لئے حسبِ ذیل بیان جاری کیا:۔

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے قبل آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ 'الوصیۃ' کے مطابق حسبِ مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود علیہ السلام باجازت حضرت ام المومنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے مولوی حضرت سید محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جناب نواب محمد علی خان صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مولوی محمد علی صاحب [illegible] ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب خلیفہ رشید الدین صاحب اور خاکسار خواجہ کمال الدین"۔

اس اطلاعی بیان میں خواجہ صاحب نے آگے چل کر فرمایا:۔ "... کل حاضرین نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا یہ خط بطور اطلاع کے کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں"۔

(الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

مذکورہ بالا امور سے واضح ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلعم کے بعد آپ کی امت میں نظام خلافت پر اجماع ہوا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعتِ احمدیہ کا پہلا اجماع مسئلہ خلافت پر ہوا۔

اب ان امور کی موجودگی میں ہمارے وہ بھائی جو جماعتِ احمدیہ کے پہلے اجماع کے نتیجہ میں دامنِ خلافت سے وابستہ ہو گئے تھے مگر بعد میں اپنی ذاتی وجوہ کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے یا جن کو ابھی تک نظام خلافت سے منسلک ہونے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی ان سے نہایت عاجزی سے ہم محض للہ محبت بھری اپیل کرتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے [illegible] [illegible] جماعتِ احمدیہ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

منصبِ امامت اور خلافت علیٰ منہاجِ النبوۃ کے متعلق حضرت شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی رح کے نہایت قابلِ قدر ارشادات

از مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی ہمارے نہایت ہی مشہور و معروف بزرگانِ دین میں سے ہیں آپ بارھویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور تیرھویں صدی ہجری کے مجدد حضرت سید احمد بریلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اخص معتقدوں میں سے ہیں۔ یہ دونوں بزرگ ہندوستان کے صوبہ یو پی سے اُٹھے اور لمبا سفر کر کے برصغیر پاک و ہند کے شمال مغرب میں پہنچے اور وہاں مرکز قائم کر کے سکھ حکومت کے ساتھ جہاد کیا اور عین میدانِ جہاد میں ہی شہید ہو گئے۔ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید نے علمی رنگ میں بھی خدمت دین کا فریضہ ادا فرمایا آپ نے ایک کتاب "منصب امامت" کے نام سے فارسی زبان میں تالیف فرمائی اسی کا اردو ترجمہ "مخزنِ ادب" چوک مینار انار کلی لاہور نے شائع کیا اس کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے۔

منصب امامت

...تالیف...

محیی السنۃ قامع البدعۃ

عالم نبیل فاضل فقید المثیل

محدث و فقیہ بے بدل

عارف باللہ عاشق رسول

اللہ۔ مجاہد فی سبیل

حضرۃ مولانا شاہ اسمٰعیل

شہید رحمۃ اللہ علیہ

منصب امامت اردو ایڈیشن کے چند اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس مقام میں چند لطیفے ہیں جو چند نکات کے ضمن میں بیان کئے جاتے ہیں

نکتۂ اوّل

امامت ظلِ رسالت ہے۔ بنا اس کی اظہار پر ہے نہ کہ اخفاء پر برخلاف ولایت کے ..... وہ کلمات جو فخر کی اقسام سے آئمہ ہدیٰ سے ظاہر ہوئے جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

انا الصدیق الاکبر

لا یقولها احدی الا

کذاب وانا القرآن

الناطق۔

میں ہی صدیق اکبر ہوں میرے بعد یہ لفظ سوائے کذاب کے کوئی نہ کہے گا اور میں قرآن ناطق ہوں۔

اور جو سید الشہداء سے معرکہ کربلا میں فخریہ اشعار مروی ہیں اور ایسا ہی تمام آئمہ اہل بیت اور سید عبد القادر جیلانی رح اور دیگر آئمہ ہدیٰ سے بھی کلمات صادر ہوئے ہیں ان کلمات کو نعمت اللہ اور تثبیت رحمۃ اللہ کی قبیل سے شمار کرنا چاہئے کہ ہرزہ سرائی اور خود ستائی کی جنس سے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

نکتۂ دوم

امام نائب رسول ہے اللہ تعالیٰ نے جو طریقہ اپنے بندوں میں انبیاء اور رسول کے ذریعہ جاری فرمایا ہے وہی طریقہ آئمہ کے ذریعہ بھی جاری فرمایا ہے اور آئمہ کے ذریعہ انبیاء کی بعثت کے لئے اتمام حجت ہے یعنی جب تک کہ رسول کی بعثت متحقق نہیں ہوتی اور ان کا جحود و انکار بدبختوں سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ملک العلام کا انتقام اہل معاصی و آثام کے حق میں متحقق نہیں ہوتا ..... امام حجۃ اللہ ہے پس یہ بات دل سے سمجھنی چاہیئے کہ جب جملہ اوقات میں کسی وقت بھی ایک امام کھڑا ہو اور دعوت اس کی ظاہر ہو تو بے شک تمام اہل معصیت و فساد پر حجۃ اللہ کا اتمام ہو گیا اور انتقام الٰہی کا وقت ان پر آ پہنچا پس گو معاصی اور گناہ امام کے معارضہ اور مقابلہ کی وجہ سے کامل ہو جاتے ہیں اور بیشک سرحد انتقام کی طرف لے جاتے ہیں ازانجملہ ان کی تلاش اور معرفت میں بندگانِ خدا مامور ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

یاایها الذین اٰمنوا

اتقوا اللہ وابتغوا

الیہ الوسیلۃ۔

(مائدہ)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ کی تلاش کرو

وسیلہ سے مراد

اور وسیلہ سے مراد وہ شخص ہے جسے منزلت میں تقرب خدا حاصل ہو جیسا کہ ارشاد ہے

اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ

الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

(بنی اسرائیل)

اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کون ان میں سے زیادہ مقرب بارگاہ ہے

ہر امام اقرب الی اللہ رسول ہے

اور باعتبار منزلت کے اقرب الی اللہ اوّل رسول ہے بعد ازاں امام جو اس کا نائب ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان احب النّاس الی اللہ

یوم القیامه واقربهم

مجلسا امام عادل

لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور اس کا مقرب قیامت کے دن امام عادل ہو گا۔

اور فرمایا:-

من لم یعرف امام زمانه

فقد مات میتةً

جاهلیةً

جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا تو جہالت کی موت مرا

مواعید کا ایفاء

ازانجملہ بعض مواعید کا ایفاء ہے کہ حق جل وعلا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے موعود فرمایا پس ان میں سے بعض کا ایفاء پیغمبر کے ہاتھ سے ہوا اور بعض کی آپکے نائبوں کے ذریعہ تکمیل ہوئی چنانچہ ارشاد ہے

هو الذی ارسل رسوله

بالهدیٰ و دین الحق

لیظهره علی الدین

کلّه۔

وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب ادیان پر ممتاز کرے

دین حق کی ابتداء اور انتہا

اور ظاہر ہے کہ ظہورِ دین کی ابتداء پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی تکمیل مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہو گی اور ایسا ہی قیصر و کسریٰ کے املاک اور ان کے خزائن کا مالک ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا وعدہ دیا گیا تھا مگر ظہور اس کا خلفاء راشدین سے واقع ہوا۔

اتمام امر اللہ

منجملہ مذکورہ امور کے ایک اتمام امر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مامور ہوئے تھے اور اس کی ادائیگی امام سے بھی ظاہر ہوئی چنانچہ قرآن میں ہے

یاایها الناس انی رسول

اللہ الیکم جمیعاً۔

(سورہ اعراف)

اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں

اور ظاہر ہے کہ تبلیغِ رسالت تمام انسانوں کی نسبت آنجناب سے ثابت نہیں بلکہ امر دعوت حضور سے شروع ہو کر یوماً فیوماً خلفائے راشدین اور آئمہ مہدیین کے واسطے سے تکمیل پائے گا اسی نہایت کو مذکورہ امور میں وصایا کہا گیا یعنی جس طرح وصی ادائے حقوق اور طلب میں میت کا قائم مقام ہوتا ہے اسی طرح امام بھی ان معاملات میں جو خدا اور اس کے رسول کے درمیان منعقد ہوئے پیغمبر کا قائمقام ہے۔

(صفحہ ۱۲۵ تا صفحہ ۱۲۷)

نکتہ سوم

امام رسول کے سعادتمند فرزند کی مانند ہے باقی تمام اکابر اُمت و بزرگانِ ملت۔ ملازموں خدمتگاروں اور جاں نثار غلاموں کی مانند ہیں پس جس طرح تمام اکابر سلطنت اور ارکان مملکت کے لئے شاہزادہ والاقدر کی تعظیم ضروری ہے اور اس سے توسل موجب سعادت ہے اسی طرح اس کا مقابلہ کرنا شقاوت کی علامت اور اس پر منافرت کا اظہار بدانجامی پر دلالت کرتا ہے ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے اس کے ساتھ

یگانگی رکھنا رسول سے یگانگت ہے اور اُس سے بیگانگی رسول سے بیگانگی کے مترادف ہے خصوصًا اس وقت جبکہ نیابت پیغمبر بھی اللہ رب العزت سے اسے تفویض ہو چکی ہو۔

امامتِ تامّہ کے معنی

امامتِ تامہ کو خلافتِ راشدہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں۔

خلیفۂ راشد کی تعریف

خلیفۂ راشد وہ شخص ہے جو منصبِ امامت رکھتا ہو اور سیاستِ ایمانی کے معاملات اُس سے ظاہر ہوں جو اس منصب تک پہنچا وہی خلیفۂ راشد ہے خواہ وہ زمانہ سابق میں ظاہر ہوا خواہ موجودہ زمانہ میں خواہ اوائل اُمت میں ہو یا اس کے آخر میں خواہ فاطمی نسل سے ہو خواہ ہاشمی سے خواہ نسلِ قصی سے ہو خواہ نسلِ قریش سے ...

خلافتِ راشدہ کے اوقات

پس جب کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے اور آئمہ ہُدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفہ راشدہ ہے۔ اور جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ میرے بعد تیس سال ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ متصل اور متواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیامت تک خلافتِ راشدہ کا زمانہ تیس برس ہے اور بس۔ بلکہ ایک دوسری حدیث خلافت راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

تکون النبوۃ فیکم
ماشاء اللہ ان تکون
ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ
ثم تکون خلافۃ
علیٰ منھاج النبوۃ
ما شاء اللہ ان تکون
ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ
ثم تکون ملکًا عاضًا
فتکون ما شاء اللہ ان
تکون ثم یرفعھا اللہ
تعالیٰ ثم یرفعھا اللہ
تعالیٰ ثم تکون ملکًا
جبریۃ فتکون
ماشاء اللہ ان تکون
ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ
ثم تکون خلافۃ
علیٰ منھاج النبوۃ ثم
سکت

نبوت تم میں رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اُٹھا لے گا اور بعد نبوت کے طریق پر پھر خلافت ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے منشاء تک رہے گی پھر اسے بھی اللہ تعالیٰ اُٹھا لے گا پھر بادشاہی ہوگی اور اسے بھی اللہ تعالیٰ جب چاہے گا رکھے گا پھر اسے بھی اُٹھا لے گا پھر سلطنت جابرانہ ہوگی جو منشاء باری تک رہے گی پھر اسے بھی اللہ تعالیٰ اُٹھا لے گا اور اس کے بعد پھر نبوت کے طریقہ پر خلافت ہوگی پھر آپ چپ ہو گئے۔

خلافت حضرت مہدی

اور یہ بھی اظہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت خلافتِ راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی یعنی وہ خلافت منتظمہ محفوظ ہوگی کیونکہ اس کی تعریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

لم یبق من الدنیا
الا یوم یطوّل اللہ
ذالک الیوم حتیٰ یبعث
اللہ فیہ رجلًا من
اھل بیتی اسمہ
اسمی واسم ابیہ
اسم ابی یملا الارض
قسطًا وعدلًا کما
ملئت ظلمًا وجورًا

اگر دنیا میں کچھ باقی نہ رہے مگر ایک دن کہ لمبا کر دے اسے اللہ تعالیٰ یہانتک کہ اُٹھا دے گا اللہ تعالیٰ ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے میرے ہم نام اور اس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے ہم نام ہوگا بھر جائے گی زمین خوبی اور انصاف سے جیسا کہ بھری ہو ظلم اور جور سے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اتاہ ابدال الشام و
عصائب اھل العراق
فیبایعونہ

شام کے ابدال اور عراق کے بزرگ اس کے پاس آ کر بیعت کریں گے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

یخرج رجل من وراء
النھر یقال لہ الحارث
حراث علیٰ مقدمتہ
رجل یقال لہ منصور
یمکّن لآل محمّد کما
مکّنت قریش لرسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وجب علیٰ کل مومن
نصرہ۔

ایک آدمی ماوراء النہر کی طرف سے پیدا ہوگا اسے حارث حراث کہا جائے گا اس کے آگے ایک آدمی ہوگا جسے منصور کہیں گے۔ آلِ محمدؐ کو عزت دے گا جیسا کہ قریش نے اللہ تعالیٰ کے رسول کو عزت دی ہر مومن پر اس کی عزت واجب ہے

خلافتِ راشدہ کا مرتبہ: نکتۂ دوم

خلیفۂ راشد سایہ رب العٰلمین ہمسایہ انبیاء و مرسلین۔ سرمایۂ ترقیٔ دین اور ہم پایۂ ملائکہ مقربین ہے۔ دائرہ امکان کا مرکز تمام وجوہ سے باعثِ فخر اور اربابِ عرفاں کا افسر ہے افرادِ انسی کا سردار ہے۔ اس کا دل تجلیٔ رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمتِ دائرہ اور اقبالِ جلالتِ یزداں کا پرتو ہے اس کی مقبولیتِ ظلِ ربانی کا عکس ہے اس کا دل تیغِ قضا اور اس کا مہر عطیات کا منبع ہے اس سے اعراض اعراض اقدیر ہے اور اس سے مخالفت مخالفت ربِ قدیر ہے جو کمال انبیا کی خدمت گذاری میں صرف نہ ہو خیال ہے پُر خلل اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم میں مستعمل نہ ہو سراسر وہم باطل اور محال ہے جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی عبادت میں مبذول رہیں اس کی ہمسری کے دعوے سے دستبردار رہیں اور ..... وارث رسول شمار کریں۔

نکتۂ سوم

..... اگرچہ کوئی شخص معرفتِ الٰہی اور تہذیبِ نفس میں ہزار میں ہزار جد و جہد اور سعی بلیغ کرے لیکن اگر ایمان بالائمہ نہ رکھتا ہو تو ہرگز نجات اُخروی نہ پا سکے گا اور غضب جبار و طبقاتِ نار سے ہرگز خلاصی نہ پا سکے گا اسی طرح اگرچہ عبادات اور طاعاتِ دینیہ بجالا دے اور احکام اسلام میں پوری کوشش کرتا رہے لیکن جب تک امام وقت کی اطاعت کے آگے گردنِ تسلیم خم نہ کرے اور اس کی اطاعت کا اقرار نہ کرے عبادات مذکورہ آخرت میں اس کے کام نہ آئیں گی اور رب قدیر کی درگاہ میں خلاصی نہ ہو سکے گی۔

من لم یعرف امام زمانہ فقد
مات میتۃ جاھلیۃ جس نے
امام وقت کو نہ پہچانا جاہلیت کی موت
مرا۔ (ملک)

احمدیہ مسلم کیلنڈر

نظارت دعوۃ و تبلیغ کا شعبۂ نشر و اشاعت عرصہ دو سال سے آرٹ پیپر پر نہایت دیدہ زیب و خوشنما کیلنڈر شائع کر رہا ہے کیلنڈر کی اشاعت میں کوئی تجارت یا نفع حاصل کرنا مقصود نہیں۔ صرف تبلیغ مدنظر رکھتے ہوئے اس کی اشاعت کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اخراجات طباعت کی زیادتی کے باوجود کم قیمت پر احباب کو کیلنڈر دیا جاتا ہے۔

کاغذ کی قیمت میں روز بروز اضافہ ہونے کی وجہ سے کیلنڈر کی قیمت میں اضافہ کرنا پڑتا ہے اب نظارت دعوۃ و تبلیغ سنہ ۱۳۵۹ ہش مطابق سنہ ۱۹۸۰ء کا کیلنڈر شائع کروانا چاہتی ہے اس تعلق سے احباب جماعت بھی اپنی تجاویز و مشوروں سے آگاہ فرمائیں کہ کونسی ایسی صورت اختیار کی جائے کہ کیلنڈر جماعت کو پسند بھی ہو تا وہ اسے بکثرت خرید کر تبلیغ کے کام میں استعمال کر سکیں اور لاگت بھی کم آئے اس کے علاوہ کیلنڈر کی ترتیب کے بارے میں کوئی تجویز ہو تو تحریر فرمائیں تا نظارت اس پر غور کر سکے۔ کیلنڈر کے لئے احباب اپنے آرڈرز بھی قبل از وقت بک کروا لیں تا بر وقت کیلنڈر ان تک پہنچ سکے۔

سنہ ۱۹۷۹ء کا کیلنڈر جن احباب کو ضرورت ہو وہ ابھی بھی منگوا سکتے ہیں تھوڑی تعداد میں دفتر میں کیلنڈر موجود ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منقولات

اے مسلمانان آنتھور! امام مہدی کو پہچانو!!

[مجلس اشاعت اسلام آنتھور (تامل ناڈو) کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں تامل زبان میں ایک اشتہار مذکورہ عنوان پر شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ جس کا ترجمہ قارئین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں دیا جاتا ہے۔

اس مجلس کے صدر مکرم صاحب جی صاحب ایک عرصہ سے احمدیت کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ اور مختلف تبلیغی پروگرام بھی مرتب کرتے رہتے ہیں۔ بعض پروگراموں میں شرکت کرنے اور وسیع پیمانے پر تبلیغ حق پہنچانے کی خاکسار کو بھی توفیق ملتی رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس علاقہ کو حق و صداقت پہچاننے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج تامل ناڈو۔]

"حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں ظہور پذیر ہونے والے امام مہدی کی جو علامات بیان فرمائی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ "حَکَم اور عَدَل ہوگا"۔ نیز امام مہدی کے مقام ظہور۔ زمانہ۔ خاندان اور دیگر زمینی و آسمانی علامات بھی آپ نے بیان فرمائی تھیں۔ اور یہ بھی واضح رنگ میں بتایا تھا کہ امام مہدی پر ایمان لانے والی جماعت ہی نجات یافتہ جماعت ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم کی ان پیشگوئیوں کے مطابق ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء کو فارسی الاصل خاندان میں احمد کے نام پر پنجاب کے قادیان میں امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ اور ان پر ایمان لانے والی جماعت کو جماعت احمدیہ کہا جاتا ہے۔

مکرم مولوی محمد عمر صاحب ایڈیٹر "راہِ امن" (تامل رسالہ' جو جماعت احمدیہ مدراس سے نکلتا ہے) نے ماہ مارچ اپریل ۱۹۷۹ء کا سالنامہ "راہِ امن" مکرم مولانا حافظ اقبال احمد صاحب پیش امام سنی صاحب مسجد آنتھور اور مکرم مولانا لطف اللہ صاحب پیش امام سلطان جامع مسجد کو ارسال کرتے ہوئے عقائد احمدیت کے بارے میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی تھی۔

اس تسلسل میں مورخہ ۴ر مئی ۱۹۷۹ء بروز جمعہ جامع مسجد میں پیش امام نے امام مہدی کے بارے میں چند علامات بیان کرتے ہوئے جو ہر جمعہ میں پڑھی جانے والی ان کی کتاب میں مذکور ہیں' پڑھ کر سناتے ہوئے کہا کہ ان علامات کو پورا کرتے ہوئے اگر امام مہدی تشریف لائیں تو ان کے بارے میں تحقیق کرنا ہمارا فرض ہے۔ (مولوی محمد عمر صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ پیش امام صاحب جو علامات امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ وہ سب کی سب بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جنہوں نے امام مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے پوری طرح صادق آتی ہیں۔ اس میں جنہیں بھی شک و شبہ ہے وہ مولوی صاحب سے رابطہ رکھیں۔) جناب مولانا دستگیر صاحب۔ مولانا حنیف صاحب۔ مولوی داؤد غوث صاحب۔ مولوی الیاس صاحب۔ مولوی بشیر صاحب وغیرہ دینی علم رکھنے والے حضرات سے میں نے اس سلسلہ میں تحقیق کی۔ ان کا یہ ارادہ ہے کہ ایک وفد بنا کر اس سلسلہ میں تحقیق کرنے کی غرض سے مدراس جائیں گے۔

حضرت امام مہدیؑ بانیٔ جماعت احمدیہ فرماتے ہیں :-

"اگر میں خود دعوے کرتا ہوں تو بے شک مجھے جھوٹا سمجھو۔ لیکن اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے میری گواہی دیتا ہے اور خود میرا خدا میرے لئے نشان دکھلاتا ہے تو اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ یہ مت کہو کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں کسی مسیح وغیرہ کے قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اسے قبول کرتا ہے جس نے میرے لئے آج سے تیرہ سو برس پہلے لکھا ہے۔ اور میرے وقت اور زمانہ اور میرے کام کے نشان بتلائے ہیں۔ اور جو مجھے رد کرتا ہے وہ اسے رد کرتا ہے جس نے حکم دیا ہے کہ اسے مانو۔"

(ایام الصلح)

خاکسار : ایس۔ جی۔ ایس۔ صاحب جی

مجلس اشاعت اسلام۔ آنتھور۔ ضلع سیلم تامل ناڈو۔

— (۴) —

آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو!

"کچھ عرصہ پہلے چین میں ایک خطرناک زلزلہ آیا۔ جس نے وہاں کافی تباہی مچائی۔ کافی سے زیادہ مالی اور جانی نقصان ہوا۔ تفاصیل سن کر قدرتی طور پر دوسرے ممالک میں امداد کی تحریک ملی۔ اور چند ممالک نے چین کو مصیبت زدوں کے لئے امداد کرنے کی پیش کش کی۔ لیکن چین نے ان ممالک کا شکریہ ادا کیا۔ کسی قسم کی مالی یا جنس کی امداد لینے سے انکار کیا اور از خود مصیبت زدگان کی امداد کی اور انہیں آباد کیا۔

مسٹر بھٹو کو پاکستان میں پھانسی دینے کے ردّعمل میں وادیٔ کشمیر کے اکثر دیہات میں وحشت و بربریت کا ننگا ناچ ہوا۔ سینکڑوں مکانات نذرِ آتش کر دیئے گئے۔ جان سے بھی کئی لوگوں کو مار دیا گیا۔ غنڈوں اور درندوں کو کھلی ڈھیل ملی تھی۔ ان ہنگاموں میں تشدد کا شکار زیادہ تر جماعت اسلامی اور احمدیہ جماعت (قادیان) کے افراد ہوئے۔ اپیلوں پر اپیلیں مظلوموں کی امداد سے متعلق شائع ہوئیں لیکن مبارک ہے احمدیہ جماعت کو جس نے اعلان کیا کہ

"اس فنڈ میں جماعتوں اور افراد کو مرکز میں عطیات بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنے وسائل اور ذرائع سے ہی ان بھائیوں کی امداد کا انتظام کر رہی ہے۔"

مرحبا! یہاں شانِ خودی اجاگر ہو رہی ہے اور زندہ قوموں کے ایسے ہی آثار ہوا کرتے ہیں۔"

(بحوالہ اخبار "روشنی" سرینگر مورخہ ۲۵؍۵؍۷۹ کالم ۲ شمارہ ۹۷)

اخبارِ قادیان

٭ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قائم مقام امیر مقامی مورخہ ۲۱؍۵؍۷۹ کو امرتسر ہسپتال سے اپنی اہلیہ محترمہ کو ساتھ لے کر قادیان واپس تشریف لے آئے۔ موصوفہ کا مورخہ ۱۵؍۵؍۷۹ کو اپنڈے سائٹس کا کامیاب اپریشن ہوا تھا۔ اب طبیعت نسبتاً بہتر ہے لیکن کمزوری بہت ہے۔ احباب موصوفہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

٭ محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد کی اہلیہ محترمہ کو نسوانی عوارض کے سبب اپریشن کے لئے مورخہ ۲۱؍۵؍۷۹ کو امرتسر ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ مختلف ٹیسٹ کے بعد اپریشن ہوگا۔ اسی طرح محترم منظور احمد صاحب سوز قائم مقام ناظر اعلیٰ کی اہلیہ محترمہ کا امرتسر ہسپتال میں نسوانی عوارض کے سبب مورخہ ۱۹؍۵؍۷۹ کو کامیاب اپریشن ہوا۔ موصوف اپنی اہلیہ محترمہ کو قادیان واپس لے آئے ہیں۔ احباب ہر دو کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

٭ محترم چوہدری عبد القدیر صاحب ناظر بیت المال خرچ اور محترم مولانا بشیر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ مورخہ ۱۹؍۵؍۷۹ کو کشمیر کی متاثرہ جماعتوں کا دورہ کرنے کی غرض سے سرینگر تشریف لے گئے۔

٭ محترم بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت درویش بدستور بیمار ہیں۔ عام کمزوری چل رہی ہے۔ قدرے افاقہ ہے۔ گلے میں تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ علاج جاری ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

٭ مورخہ ۲۱؍۵؍۷۹ کو مکرم رفیق احمد صاحب سندھی کو اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کے نیک اور خادم دین بننے کے دعا فرمائی جائے۔

درخواست دعا — مکرم مرزا نفیس احمد صاحب۔ عزیز عطاء الٰہی خان صاحب اور عزیز انعام الٰہی خان صاحب نے جرمنی سے درویش فنڈ۔ اعانت بدر۔ صدقہ و دیگر مدات میں چندہ جات کی رقوم ادا کرتے ہوئے اپنے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر سہ عزیزان کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے آمین۔ (ایڈیٹر بدر)

وصایا

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر کو آگاہ کرے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۳۵۸ : میں فہیم النساء زوجہ بشیر الدین الہ دین صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شاہ علی بنڈا ڈاکخانہ حیدرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ رمارچ ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

میری اپنی کوئی آمد نہیں منقولہ جائیداد کے طور پر میرے پاس ایک عدد سلائی مشین قیمتی ۴۰/- روپے اور مہر بذمہ خاوند مبلغ ۵۰/- روپے ہے میں اپنی اس کل منقولہ جائیداد مبلغ ۹۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں آئندہ اگر میں کوئی آمد یا مزید کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کو دینی لازمی ہو گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
خورشید احمد انور انسپکٹر بیت المال	نشان انگوٹھا فہیم النساء	حمید الدین شمس مبلغ جماعت
آمد زیل حیدرآباد ۱۵/۳/۶۵	گواہ : بشیر الدین الہ دین شوہر موصیہ	احمدیہ حیدرآباد

وصیت نمبر ۱۴۳۶۵ : میں امۃ الکریم زوجہ محمد صادق صاحب قوم جٹ ورائچ پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۸/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد صرف حق مہر مبلغ ۲۰۰۰/- روپے ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میرے مرنے کے بعد میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد حصہ جائیداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرا دوں تو میری اس وصیت سے منہا کر دیا جائے گا۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
فتح محمد گجراتی ولد حفیظ الدین	امۃ الکریم موصیہ زوجہ	بشیر احمد گھٹیالیاں
ساکن قادیان والد موصیہ ۲۰/۸/۷۸	محمد صادق صاحب تال قادیان	موصی ۱۰۹۱۲
موصی ۱۰۰۲۶		

وصیت نمبر ۱۴۳۶۷ : میں غلام علی ولد غلام رشن صاحب مرحوم قوم مسلمان پیشہ سروس عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت ۱۲/۴ ساکن برلیشر ڈاکخانہ برلیشر کلکتہ نمبر ۸ ضلع ۲۴ پرگنہ صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت خاکسار کے پاس جو جائیداد غیر منقولہ ہے وہ ایک ایکڑ ہے جس میں ہمارا مکان بھی ہے۔ میرے پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں ہم سب ایک ساتھ ہیں لہٰذا جائیداد تقسیم نہیں ہوئی ہے میری والدہ صاحبہ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ ہیں مذکورہ زمین کو بیچنے کے لئے بائع نامہ ۱۹۶۷ء میں کیا گیا تھا مگر فروخت نہ ہو سکنے کی وجہ سے ۱۹۷۴ء سے مقدمہ چل رہا ہے۔

اس وقت خاکسار خدا کے فضل و کرم سے سروس کرتا ہے اور میری تنخواہ ماہوار ۱۲۰/- روپے ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس وقت صرف مذکورہ تنخواہ پر ہے میں تازیست اپنی آمد ماہوار کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی اور اگر میں کوئی روپیہ اپنی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصایت کی مد میں کر دوں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا

گواہ شد	العبد	گواہ شد
شہادت علی	غلام علی برلیشر ۸/۶/۷۸	نور الاسلام مبلغ

وصیت نمبر ۱۴۳۷۲ : میں عصمت بی بی زوجہ صمصاد خان قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محمود نگر ڈاکخانہ کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۹/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے :-

(۱) میرا مہر مبلغ ۱۲۰۰ روپے ہے جو خاوند کے ذمہ قابل ادا ہے

(۲) میرے پاس دو عدد ناک کے پھول سونے کے ہیں جن کی قیمت ۱۵۰/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری غیر منقولہ جائیداد کچھ نہیں۔

(۳) خاوند کی طرف سے مجھے ماہانہ جیب خرچ مبلغ پانچ روپے ملتا ہے

میں مندرجہ بالا تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے علاوہ اگر میں نے اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کی تو دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو اطلاع کر دوں گی اور اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی میں وصیت کرتی ہوں

گواہ شد	العبد	گواہ شد
صمصاد خان ۲۰/۹/۷۸	عصمت بی بی ۲۰/۹/۷۸	شیخ عبدالعلیم مبلغ ۲۰/۹/۷۸

وصیت نمبر ۱۴۳۸۹ : میں محمد شریف منڈاشی ولد مکرم ماسٹر عبدالرزاق صاحب منڈاشی قوم ملک منڈاشی پیشہ ملازمت عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۳ء ساکن بھدرواہ حال قادیان ڈاکخانہ بھدرواہ ضلع ڈوڈہ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱/۷۹ بروز جمعہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کچھ نہیں ہے میرا گذارہ گورنمنٹ ملازمت پر ہے جو کہ مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار تنخواہ کی صورت میں ملتی ہے لہٰذا میں اپنی ماہوار آمد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ انشاء اللہ میں اپنی وصیت کے مطابق ۱/۱۰ حصہ آمد ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اور اس میں جو کمی بیشی ہو گی اس کی اطلاع باقاعدہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کو کرتا رہوں گا۔

اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
جلال الدین نیر کارکن	محمد شریف منڈاشی بھدرواہ	عبدالحق قادیانی
نظارت بیت المال آمد قادیان ۱۲/۱/۷۹	ضلع ڈوڈہ جموں کشمیر ۱۲/۱/۷۹	درویش ۱۲/۱/۷۹

وصیت نمبر ۱۴۳۸۵ : میں ملک محمد مقبول طاہر ولد ملک عبدالرحمٰن صاحب قوم ملک پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن آسنور ڈاکخانہ آسنور ضلع اننت ناگ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری غیر منقولہ جائیداد ابھی تک کوئی نہیں البتہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت کرتا ہوں اور ابھی مجھے ۱۸۶/- روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے جس کی میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور آئندہ میں جو بھی جائیداد بناؤں گا اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا رہوں گا اور میرے مرنے کے بعد جو بھی میرا ترکہ ثابت ہو گا اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی

گواہ شد	العبد	گواہ شد
عنایت اللہ	ملک محمد مقبول طاہر ۳۱/۱۱/۷۸	سلطان احمد ظفر
خادم سلسلہ ۳۱/۱۲/۷۸	مبلغ جماعت احمدیہ تا آباد	مبلغ انچارج کلکتہ

درخواست دعا :- میرے چھوٹے بھائی کو عرصہ سے ... صحت خفیف ہو گئی ہے اور حالت نازک ہو گئی ہے۔ نیز میری اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں اور کمزوری زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو کامل صحت عطا فرمائے اور میری بیوی کو خیر و عافیت سے فارغ فرمائے اور اولادِ نرینہ کی نعمت سے نوازے آمین۔ خاکسار محمد معین الدین احمدی جینداپور

نظامِ خلافت اور اس کی برکات ـــ بقیہ از صفحہ (۲)

اسلام کی تبلیغ واشاعتِ قرآن کے رنگ میں دُنیا کے کناروں پر مشاہدہ کئے جا سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اِس مہم میں ایسی برکت ڈالی اور اسے ایسا مقبول بنایا کہ آج احمدیہ جماعت نہ صرف یہ کہ بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے بلکہ ٹھوس اور نتیجہ خیز بنیادوں پر اسلام کی تبلیغ اور قرآن کریم کی اشاعت کے لئے دُنیا کے تمام باقی مسلمانوں سے ایک امتیازی شان رکھتی ہے۔ اور کوئی نہیں جو عملی لحاظ سے جماعتِ احمدیہ کا اِس میدان میں مقابلہ کر سکے۔

نومبر ۱۹۶۵ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا وصال ہُوا تو جماعت کے نمائندگان نے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کا تیسرا خلیفہ منتخب کیا۔ خلافتِ ثالثہ کا یہ ۱۴ سالہ زمانہ (اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اور فضل سے اس کو بہت لمبا فرمائے) ایسا بابرکت ہے کہ اس میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کی طرف بڑی سُرعت کے ساتھ بڑھنے کے سامان ہو رہے ہیں۔ خلافتِ ثالثہ کی قیادت میں ایسے شاندار منصوبے رُوبعمل لائے جا رہے ہیں کہ اُن کی کامیابی و کامرانی کو دیکھ کر مخالفینِ احمدیت اپنے غیظ و غضب کا اظہار متعدد بار کر چکے ہیں۔ اور جماعت کے افراد کے لئے بھی اور من حیث الجماعت اس برگزیدہ جماعت کو زک پہنچانے اور اس کا قافیہ تنگ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھ رہے۔ لیکن یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی مؤید من اللہ قیادت ہے کہ باوجود شدید قسم کی مخالفت اور خوفناک منصوبوں کو عمل میں لانے کے جماعت کا قدم ہر روز آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔

یہی نہیں بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ ثالث کے بارہ میں قبل از وقت بشارت دے رکھی تھی کہ اگر حکومتیں بھی اس سے ٹکرائیں گی تو وہ پاش پاش ہو جائیں گی۔ اِس مختصر سے زمانہ میں ہم نے اس کے شاندار مظاہر بھی دیکھ لئے۔ ۱۹۷۴ء میں جو عظیم فتنہ ہمسایہ ملک میں حکومتی سطح پر اُٹھایا گیا تھا اس کے نتیجہ میں تین چار ماہ تک جماعتِ احمدیہ کا نہ صرف شدید بائیکاٹ کیا گیا بلکہ قتل و غارت گری اور احمدیوں کی جائیدادوں اور مساجد کو آتشزنی کا نشانہ بنایا گیا لیکن ان سارے پریشان کن حالات میں جماعتِ احمدیہ ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔ مصیبت زدگان نے جانی اور مالی نقصانات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ اور اس پر گونہ فخر محسوس کیا کہ سچے عقیدہ کی حفاظت کے سلسلہ میں اُنہیں ایسی قُربانیاں کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دُنیا جانتی ہے کہ جماعت کے خلاف اِس طرح کا معاندانہ منصوبہ رُوبعمل لانے والوں کا حشر کیا ہُوا۔ اور وہ کس انجام کو پہنچے۔ اس وقت ہم اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ عیاں را چہ بیاں۔

اسی طرح ہمارے ہمسایہ ملک کی دیکھا دیکھی یوگنڈا کے صدر عیدی امین نے بھی اپنی سلطنت میں احمدیوں کو ناٹ مسلم قرار دیدیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ظلم و تعدی میں اس حد تک آگے قدم بڑھایا کہ یوگنڈا کی احمدیہ مساجد (جو احمدیوں کے صرفہ سے تعمیر ہوئیں اور ان میں پانچوں وقت کلمۂ شہادت کی صدا بلند ہوتی اور نمازیں ادا کی جاتی تھیں) صدر عیدی امین نے احمدیوں سے چھین کر غیر احمدیوں کے حوالے کر دیں اور احمدی مبلغینِ اسلام کو وہاں سے نکال دیا گیا ـــــ مگر اِس ماہ اپریل ہی کے مہینہ میں خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی اس سرزمین میں اس طور سے مشاہدہ میں آئی کہ اس جابر صدر کا تختہ فوج کے ذریعہ اُلٹ گیا۔ آج وہ یوگنڈا سے بھاگ چکا ہے۔ اُس کی جگہ جناب یوسف لولے نے زمامِ حکومت سنبھالا۔ اور جور و جفا کا دَور ختم ہُوا۔ جناب یوسف لولے نے یوگنڈا کی تمام احمدیہ مساجد احمدیوں کے حوالے کر دینے اور یوگنڈا میں بسنے والے ہر شخص کو عقیدہ اور مذہب کی پوری آزادی دیئے جانے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور ہر شخص کو مذہبی تبلیغ کا بنیادی حق بھی لَوٹا دیا ہے۔ خدا نے چاہا تو احمدی مبلغین جلد ہی اُس سرزمین میں پھر سے تبلیغ اسلام کے کام کو شروع کر دیں گے۔ یہ ہیں وہ عظیم برکات جو خلافت سے وابستہ رہنے والوں نے چند ہی دنوں میں مخالفین کی ناکامی اور تباہی و بربادی کے رنگ میں مشاہدہ کیں۔ اِس میں احمدیوں کا کوئی ہاتھ نہیں بلکہ احمدیوں کے خدا کی تقدیر کا کرشمہ اور اس کی قہری تجلّی کا ظہور عیاں طور پر ہر چشمِ بینا کو نظر آ سکتا ہے۔

اور آخر میں خلافتِ احمدیّہ کی اُس تازہ عظیم برکت و رحمت کو بھی مستحضر کر لیں جو مسٹر بھٹو کے پھانسی دیئے جانے کے بعد جب کشمیر کی بیشتر احمدیہ جماعتوں اور بھارت کے بعض دیگر مقامات میں احمدیوں کو شر پسندوں نے سخت مالی و جانی نقصان پہنچایا۔ ان کے مکانات جلا دیئے گئے۔ جائیدادیں لُوٹ لی گئیں۔ بعض کو شہید بھی کر دیا گیا۔ عین اُس وقت یہ خلافتِ احمدیہ کی ہی برکت تھی کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فوری طور پر ایک طرف تو متعلقہ سرکاری افسران سے رابطہ قائم کیا تو دوسری طرف اپنے وسائل کے مطابق مصیبت زدہ بھائیوں کی مالی امداد کے لئے مرکز سے وفد بھیجا۔ اس کے جلد بعد مالی امداد کی دوسری قسط لے کر اسی ہفتہ میں جب دوسرا وفد مصیبت زدہ بھائیوں کے پاس پہنچا تو مالی ریلیف کے ساتھ ساتھ وہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک رُوح پرور اور ایمان افروز پیغام بھی ہر جماعت تک پہنچا رہا ہے۔ جس کا مکمل متن اسی پرچہ میں بطورِ ضمیمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کا مطالعہ خلافت کی عظیم برکات کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اس سے ایک طرف جماعت کے لئے خلیفۂ وقت کے دل میں جو بے مثال محبت ہے اور ان کی تکلیف پر جس طرح وہ بے قرار ہو رہے ہیں، اس کا اندازہ ہوتا ہے تو دوسری طرف اِس پیغام میں بڑے ہی پیارے انداز میں مصیبت زدہ بھائیوں کے زخمی دلوں پر ایسی تسکین کا پھاہا بھی لگایا گیا کہ محض عقیدہ کی خاطر اُنہیں مالی اور جانی قُربانیاں دے کر کس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نمونہ پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔!

ایسی مُصیبت کے وقت یہ خلیفۂ وقت کا ولولہ انگیز اور رُوح پرور پیغام ہی ہے جو اُنہیں گریہ و زاری کے ساتھ خدا کے حضور جُھک جانے اور دُعاؤں پر دُعائیں کرنے کی پُر اثر ترغیب دلانے والا بن رہا ہے۔ گویا خلافتِ حقہ احمدیہ نے ان بھائیوں کو اپنے اس پیغام کے ساتھ حلاوتِ ایمانی کا حیات آفریں احساس دِلا دیا۔ اور ان کے جذبۂ قُربانی کی قدر کرتے ہوئے اس میں مزید ترقی کرنے کی ترغیب دی۔

اِس لئے خوش قسمت ہے ہر وہ احمدی مسلمان جو خلافت سے وابستہ رہ کر اُن فیُوض و برکات سے وافر حصّہ پانے کی سعادت حاصل کرنے کا موقعہ پاتا ہے۔ اور نقصان کے وقت صبر و رضا کا نمونہ دِکھاتا ہے۔ کہ یہی ایک سچے مومن کی شان ہے ـــ!! وباللہ التوفیق ؞

محمد حفیظ بقاپوری

جلسہ یوم خلافت!

۲۷ مئی ۱۹۷۹ء

عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان و مبلغین کرام اپنی اپنی جماعتوں میں ۲۷ مئی ۱۹۷۹ء کو جلسہ یوم خلافت منعقد کر کے اس کی رپورٹ نظارت دعوۃ و تبلیغ میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں ؞

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
MANUFACTURERS & ORDER SUPPLIERS.
PHONES:- 52325/52686 P.P.
ورائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پرلیس ربڑ سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز
چپل پروڈکٹس
۴۲/۲۹ مکھنیا بازار - کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
AUTOWINGS,
آٹو ونگس
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS — 600004.
PHONE No. 76360.

کلماتِ طیّبات

نعمتِ خلافت

سے متعلق

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے رُوح پرور ارشادات

(۱)

"حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ مَیں تمہیں کھول کر سُناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ مَیں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے۔ اور ان کی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ ان ہی مقبولوں نے (جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا) اپنی تقویٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ اور امیر مقرر کیا۔ اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اس کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں پس تم کان کھول کر سُنو۔ اگر اب اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِىْ قُلُوْبِهِمْ کے مصداق بنو گے۔ مَیں نے تمہیں یہ کیوں سُنایا؟ اس لئے کہ تم میں بعض نا فہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے مَیں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب مَیں اس کُرتے کو ہرگز نہیں اُتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو مَیں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائباتِ قدرت بہت عجیب ہیں۔ اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو۔ پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو۔ اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔"

(اخبار بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱ کالم ۱)

(۲)

"سُنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ مَیں خلیفہ بنتا۔ مَیں جب مرزا صاحبؑ کا مُرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ مَیں اُمراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مُرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا۔ میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تمہارا امام اور خلیفہ بنا دیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے اُن کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو؟ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔

مَیں کسی کا خوشامدی نہیں۔ مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ مَیں تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں۔ اور خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گزرے۔ اللہ تعالیٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا۔ کوئی انسان اور چندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی، میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کیا کفالت کرو گے وَاللّٰهُ الْغَنِىُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ جو سُنتا ہے وہ سُن لے۔ اور خوب سُن لے۔ اور جو نہیں سُنتا اُس کو سُننے والے پہنچا دیں کہ ..... اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو، ابلیس نہ بنو۔"

(اخبار بدر ۱۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۳)

"جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا۔ اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر اعتراض کرو تو سخت حماقت ہے۔

مَیں نے تمہیں بار ہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدمؑ کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے، فرمایا اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مُفسد فی الارض اور مسفک الدم ہے۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل لیا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو مَیں اُسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ ابیٰ اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادتمند فطرت اسے "اسجدوا لآدم" کی طرف لے آئے گی۔ اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔ پھر دُوسرا خلیفہ داؤدؑ تھا یا داؤد انا جعلناک خلیفۃً فی الارض۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپؑ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے۔ اور کود پڑے۔ مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنا دیا...... کیا تم نہیں دیکھتے کہ کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔"

(اخبار بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)